واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

رسالہ نادرہ عجالہ نافعہ متضمن عقائد اہل اسلام بحقیت ہدایت گروہ انام

تصنیف عمدة الفضلا زبدة الفقہا

انوار غیبیہ

۱۲۸۵

بفرمایش جامع الصفات مجمع الحسنات جناب شیخ محمد عزیز حسین صاحب کاکوروی

در مطبع یگانا باہتمام محمد یعقوب ۱۲۸۸ طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مطلق حمد اوسی ذات واجب الوجود کو ہے جسنے وجود مطلق سے موجودات معینہ کو پیدا کیا اور اپنے
نور سے ظواہر صفات کو مظاہر کائنات ممکنہ مین ہویدا کیا اور درود نامحدود اوس حبیب برحق پر
کہ جسکی حقیقت عالم اجمال جمیع صفات ہے اوسی کا وجود منشاء اصل جمیع کائنات ہے اور اوسکی
آل و اصحاب پر جسنے استحکام دین اسلام اور اجراے احکام شرع اور بیان عقائد حقہ مطابق
ہدایت خیر الانام کے قائم ہوا چونکہ اس زمانہ مین کمی علم طاری ہے اور نظر جمیع کتب سے عاری ہے
اور عبارات کتب جابجا مختلف طورون سے مظہر مطالب ہوتے ہین اور بغیر قواعد فقہیہ یاد کیے اور کتب متقدمین
دیکھکر مواضع مختلفہ کو تطبیق دیے بغیر مطلب صحیح حاصل کر لینا ممکن ہے نہین اسی وجہ سے اس زمانہ کی علما مین تفاصیل
مسائل اعتقادیہ مین بہت اختلاف واقع ہوتی ہین عامۂ خلق کو درستی اعتقاد بہت دشوار ہو گئی لہذا فقیر
محمد عبد الرزاق کی ہر مسلمان کو یہ وصیت ہے کہ عقائد اہل سنت و جماعت کی یہ مسائل جو آیات قرآنیہ اور
احادیث نبویہ علیہ الصلوۃ والسلام سے باعانت ارشادات اساتذہ کامل العلم ثابت ہوی ہین چند ورق مین لکھی جاتی
ہین اور دلائل او حجت کی بحث سے کنارہ کیا گیا تا کہ بے علم کو یاد کرنا اور سمجھنا دشوار نہو

جو اس فقیر کو سچا سمجھے اسکے موافق اعتقاد رکھے اسوقت کی علما کی چون وچرا پر التفات نکرے اور خود بہی کتب اردو اور فارسی سے مسائل اعتقاد کو استخراج نکرے اور مجتہدین سابقین کے تقلید کو نہ چھوڑے اور اس رسالہ کا نام باعتبار ۱۲۸۵ ہجری کے انوار غیبیہ رکھا اب سنا چاہیے کہ اللہ موجود مطلق ہے قید زمان ومکان سے پاک بیان سے باہر گھٹنے بڑھنے سے منزہ جیسا تھا ویسا ہی ہے اور رہیگا واجب ہے یعنی نہونا اوسکے واسطے کسی طور پر ہو نہین سکتا نہ اوسپر عدم سابق ہے اور نہ اوسکو لاحق ہو سکتا ہے قادر ہے قدرت اوسکی بہت بڑی ہے انسان کا فہم ہرگز اوسکا احاطہ نہین کر سکتا اتنا ہی سمجھنا چاہیے کہ ہر شے پر قادر ہے کیا ممکن کیا محال خالق ہے یعنی جو کچھ کہ موجود ہے یا ہوگا اسکو عدم کے بعد بنایا اور وجود مین لایا اور لائیگا پس جو کچھ کہ بندون سے سرزد ہوتا ہے اچھائی یا برائی جیسا بندونکا خالق ہے ویسا ہی اونکے افعال واطوار صحت امراض ابتلا انتشار فرح انشراح سب چیز کا خالق ہے بندہ ہرگز اپنے فعل کو آپ پیدا نہین کر سکتا سب اوسی اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے کوئی چیز اور کوئی فعل ہرگز بے پیدا کرنے اللہ کے کسی طرح سے نہین ہو سکتا اور بے چاہے اوسکے ہرگز کچھ نہین ہوتا جو کچھ جس کسی سے ہوتا ہے جب اللہ چاہتا ہے جب ہی ہوتا ہے اور اپنی قدرت اور ارادہ اور مشیت سے ہر چیز اور فعل اور بو اور رنگ اپنی مصلحت کے موافق جس جگہہ اور جس مخلوق کے ساتھ جیسا مناسب اور حکمت سمجھا ویسا ہی متعلق کیا جسکو اچھا کیا اوسکی ساتہ اچھائی قائم کی جسکو برا کیا اوسکے ساتہ برائی قائم کی ساتہ اسکے فعل مین بندہ کو مختار بہی کیا یعنی کسی فعل کا کرنا ہر چند کہ بے مشیت الٰہی نہین ہو سکتا اوس کرنے کے ساتھ اس بندہ کا بہی قصد متعلق ہوتا ہے گو قصد کا بہی پیدا کرنا اوسکی خالقیت کے بغیر ممکن نہین تو اب بندہ مختار بہی ہے اور مجبور بہی ہے خالقیت اور قدرت الٰہی کی راہ سے مجبور ہے لیکن بتعلق قصد سے مختار ہے اسواسطیکہ ظاہر ہے کہ جو فعل اختیاری کہلاتے ہین ہر شخص اون فعلونکے ہونے سے خوش ہوتا ہے اگر موافق مطلب اوس شخص کے ہون اور اونکی سبب سے

اوس شخص کی تعریف کیجائے جیسے اچھی جگہہ جانا یا ایسی بات کہنا کہ لوگ تعریف کرین اور اسی طرح کی امور اور اگر
خلاف طبیعت ہون یا اونکی سبب سے اوس شخص کی مذمت کیجائے تو نادم ہوتا ہے اور الزام پاتا ہے جیسے بُری
جگہہ جانا یا ایسا فعل کرنا کہ لوگ مذمت کرین اور اسی طرح کی امور اگر محض مجبوری ہوتی تو اوسکے صدور سے
زنہار اس شخص کو خوشی اور ندامت حاصل نہوتی اور اگر مختار محض ہوتا تو ایسے امور جسمین ندامت یا ملال
حاصل ہوتا ہے ہرگز نکرتا پس ناچار کچھہ اختیار بھی بندہ کا ہے اور اوسی اختیار سے ثواب ور عذاب کا مستحق
ہوتا ہے پس جو برائی اپنے سے سرزد ہو جائے اوسکو اپنی طرف نسبت کرنا چاہیے اور نادم ہونا چاہیے اور
جو اچھا ہے ہو جاے تو اللہ کا احسان سمجھنا چاہیے اپنا دعوی ہرگز نچاہیے اسواسطے کہ بڑائی اور بزرگی اور ہستی
مالک کی شان ہے مملوک کچھہ حقیقت اور مقدار نہین رکھتا ہے کیونکہ عدم سے وجود مین آیا ہے اور جسکی
ہستی پر عدم سابق ہو کیا مقدار رکھے گا پہلے اللہ کے سوا کچہ نہ تھا نہ آسمان نہ زمین نہ عرش نہ کرسی نہ لوح
نہ قلم نہ جن نہ انس اللہ نے اپنے نور سے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا نور بنایا اور پیدا کیا اور اوسی وقت سے
اوس نور پاک کو خلعت نبوت پہنایا اور تمام موجودات کو اوسی نور سے پیدا کیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی
آلہ وسلم اصل ہر موجودات کی اور اول کل ممکنات کے ہین گو ظہور نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سب
انبیا کے بعد ہوا لیکن اسمین بھی حکمت تھی جیسا آگے بیان ہوگا سمیع ہے یعنی ہر آواز اور ہر
مضمون کو خوب سنتا ہے اور سماعت اوسکی بہت بڑی ہے انسان کا یا ملک کا ذہن اوسکی
انتہا کو ہرگز نہین پہونچ سکتا چنانچہ سماعت کے باب مین ذہن کی انتہاے رسائی اس قدر ہے
کہ چیونٹی ریت پر چلے تو اوسمین بھی ایک صدا ہو سکتی ہے گو کانون سے نہ سنائی دے یا باریک
رونگٹا پانی پر بہی اوسکی حرکت مین بھی ایک صدا ممکن ہے یا انسان اپنے دلمین کوئی بات کہے
اوسکو بھی سن لینا اسکو بڑی سماعت سمجھتے ہین سو اللہ تعالی کی سماعت اس سب سے بہت بڑی
اور بہت بڑھکر ہے ہرگز اوسکی مقدار کو کوئی ذہن کسی وجہ سے نہین پہونچ سکتا اور بصیر ہے
یعنی بہت بڑا دیکھنے والا ہے کہ ہر موجود کو اوسکے وجود کے قبل سے اور اوسکے عدم کے بعد اوسکی مقدار
اور کیفیت اتنی اور تفصیلی کے ساتھ دیکھتا ہے اور اوسکی بصارت بعید اور بے انتہا ہے ہرگز کوئی ذہن اوسکی حد کو

نہین پہونچ سکتا ہے انتہاے درجہ یہ ہے کہ کوئی کسی گذری ہوئی بات کو اپنے ذہن مین یاد
کرے یا ہونے والی بات کا تصور کرے جناب حق پہلے ہی سے اوس بات کو کما حقہ دیکھتا ہے اوس سے
بہی اوسکی بصارت بہت علی ہے کہ ذہن کسی طور پر وہان تک پہونچ نہین سکتا متکلم ہے یعنی کلام
اوسکی صفت ہے کہتا ہے اور بولتا ہے اللہ کے کہنے اور بولنے کی بہی انتہا نہین اور اوسکا بول
آواز اور حرف سے پاک ہے یہ چیزین اوسکی مخلوق ہین اور حادثہ یعنی عدم کے بعد وجود مین آئین
اور اوسکا کلام قدیم ہے ہرگز عدم کو اوسپر ہیشگی نہین ہو سکتی قرآن اور سب کتابین جو رسولون پر
نازل ہوئین اوسی کا کلام ہے اور اللہ تعالی کے واسطے وجہ اور ہاتھ اور قدم اور ذات ثابت ہے
اور وہ جسم سے پاک ہے یعنی اللہ تعالی کا جسم نہین ہے اور وجہ اور ہاتھ اور قدم اوسکا جسمیت
سے منزہ ہے کیفیت اوسکی وہی جانتا ہے کسیکو کیفیت خدا مین رسائی نہین اور وہ لاشریک ہے
اوسکی صفت کے کمال مین کسیکو شرکت نہین ہے جو کمال کے صفات مخلوقات مین ہین فقط اوسکی عنایت
اور بخشش سے ہین اور اوسکے صفات کا نمونہ ہین اور لاند ہے یعنی اوسکا کوئی ہمسر نہین اور لا ضد ہے
یعنی اوسکا کوئی مخالف برابری والا نہین وہ سب عیبون اور نقصانون سے پاک ہے اور سب صفات
اللہ تعالی کی قدیم ہین حدوث سے پاک مثل اوسکی ذات کے ہین عالم الغیب والشہادۃ یعنی اللہ تعالی
جانتا ہے غیب اور شہادت کو پہلے سمجھنا چاہیے کہ حق تعالی کی صفات مین سے ایک صفت علیم ہے اور علیم کے معنی
یہ ہین کہ بہت خوب جاننے والا یعنی جہل کی نسبت اوسکی طرف کسی طرح سے ہو ہی نہین سکتی پس بالاستقلال
بذات خود جانتا ہے اور علم رکھتا ہے اور اوسکا علم بے انتہا ہے کہ کسی طرح پر اوسکے علم کی انتہا
کو کسی مخلوق کا ذہن ہرگز نہین پہونچ سکتا ہے یہان تک کہ اگر فرض کرین کہ جسکا جاننا حواس
ظاہری اور جو اسباب باطنی سے بے بتائے ہوئے بلکہ بتانے سے بہی نہین ہو سکتا ہے اوسکو بہی
جانتا ہے سو علم اللہ تعالی کا اس جاننے سے بہت بڑا ہے جاننا غیب اور شہادت کا اوسکے
علم کی ایک قسم ہے اوسکے تمام علم کو کسیکا فہم پہونچ نہین سکتا غیب اوسکو کہتے ہین کہ جسکا جاننا
آنکھون کے دیکھنے اور کانون کے سننے اور عقل کے سوچنے سے ہو نہ سکے وہ بغیر بتانے اللہ کے

کسیکو آنہین سکتا اوسکی علمانے دو قسمین کی ہین ایک غیب خاص اور بعضے اوسکو غیب علوی
اور غیب حقیقی بہی کہتے ہین وہ یہ ہے کہ کسی مخلوق کو بدون بتائے اللہ کے کسی طرح سے
معلوم نہو سکے وہ کنہ ذات اور حقیقت صفات اور احکام خاصہ عظمت حق سے ہین دوسرے
غیب مطلق اوسکو بعضے غیب اضافی بہی کہتے ہین وہ یہ ہے کہ حواس ظاہری اوسکو
پہونچ نہ سکے جیسے حشر و نشر اور دوزخ اور جنت کا احوال کہ حواس ظاہری اوسکو ادراک
نہین کر سکتی لیکن ملائکہ حواس علوی ہونے کے سبب سے اوسکو جانتے ہین اونکے حق مین
وہ شہادت ہے اور اس عالم کے بعضے احوال جیسے نظارہ کی لذت بینا کو شہادت اور اندھے
مادر زاد کو غیب ہے، سماعت کی لذت سننے والے کو شہادت اور مادر زاد بہرے کو غیب ہے، جماع کی
لذت مرد کو شہادت خلقی نامرد کو غیب ہے اور ملائکہ کو بہی لذت جماع غیب ہے سو اللہ تعالی
بذات خود ان سب غیبون کو جانتا ہے کسیکو بے بتائے اللہ کے ان چیزون کا جاننا ممکن
نہین ہان جسکو جسقدر اونمین سے اللہ بتا دیوے وہ بتانے سے اوسقدر غیب کا عالم ہو جائیگا
اور غیب خاص بہی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو حضرت حق نے بتا دیا اور بعضے
انبیا کو اور بعض اولیا کو بہی اونمین سے کچہ کچہ بتایا جسکو جسقدر چاہا پس یہہ سب بتانے سے
واقف ہوے تو ان سبکو عالم الغیب بالاستقلال یعنے خود بخود بے بتائے اللہ کے سمجہنا البتہ
شرک ہے اور اللہ کے بتانے سے بعض غیب کا عالم جاننا اور اپنے فہم سے کسی قسم غیب کو
اونکے علم مین حصر نکرنا عین ایمان ہے اور بالکل انبیا اور اولیا کو معاذ اللہ علم غیب سے محروم
سمجہنا خالی از کفر نہین ہے اسواسطے کہ اس سمجہ سے بعض آیات قرآن کا اور وسعت قدرت
حق کا انکار لازم آتا ہے اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حق مین اسی قدر اعتقاد رکہنا
چاہیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اللہ تعالے نے جمیع کائنات کا علم دیا اور
غیب مین سے بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو بہت کچہ دیا خاص ہو یا مطلق کسی صفت
کے علم غیب کی نفی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی درست نہین اور نہ کل کے احاطہ کو ہم کہہ سکتے ہین

اسکو اللہ ہی کے حوالے کرنا چاہیے وہی جانے علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی کیا کیفیت اور کیا مقدار ہے اور یہی سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بتایا اوسکے معلوم ہونے کے بعد وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نظر علمی مین مشہود ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو وہ سب از قبیل علم شہادت ہوگیا یعنی جیساکہ علم شہادت سے حقیقت خوب معلوم ہوتی ہے اوسی طرح پر وہ غیب کہ جسکا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو حاصل ہوا اوسکی حقیقت واقعی آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کو خوب معلوم ہوئی جسکو عین العلم کہتے ہین پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے واسطے ان چیزون کا غیب ہونا اوٹھہ گیا اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ مین غیب کو نہین جانتا ہون یعنے جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اللہ تعالی نے بتایا ہے اوسکا کما علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بخوبی عنایت کیا نہ ویساکہ جیسا اور بندون کو حیثیت غیب سے بعضے غیب کا علم عنایت کیا کہ وہ بطریق مان لینے کے اور تسلیم کے جانتے ہین کہ ہان یونہین ہے وہ کنہ اور باریکی اوسکی جیساکہ مشہود کی سمجھتے ہین نہین سمجھ سکتے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بہ تعلیم الٰہی خوب اون غیبون معلوم کی باریکی اور کنہہ سے واقف ہین اور شہادت اوسکو کہتے ہین کہ حواس ظاہری یا تجویز عقل سے دوسرے کے بغیر بتاتے ہوے معلوم ہوسکے اوسکی بہی دو قسمین ہین ایک مطلق کہ ہر مخلوق اوسکو جان سکتا ہے اور دوسرے اضافی کہ کوئی بے بتائے ہوے حواس ظاہری یا تجویز عقل سے جان سکتا ہے اور دوسرا نہین جان سکتا ہے یہ قسم بعضون کے حق مین غیب ہے اور بعض کے حق مین شہادت تاہم اس سب غیب و شہادت کو اللہ نے بے تعلیم اور بے اعانت حواس وغیرہ کے بذاتہ جانتا ہے اور مخلوقات سب علم مین محتاج اللہ کے ہین لیکن علم شہادت بغیر بتائے دوسری مخلوق کے اللہ کے فضل سے اپنے حواس ظاہری یا تجویز ذہن سے معلوم کرسکتے ہین اور غیب کو بے بتائے نہین جان سکتے غیب اضافی جنکے حق مین شہادت ہے اونکے بتانے سے اور لوگ بہی بفضل اللہ جان سکتے ہین اور غیب خاص بغیر بتائے اللہ کے ہرگز نہین جان سکتے اور جسکو اللہ نے جو چیز غیب خاص سے بتاوے وہ بتانے

سکے بعد اوسکے حق مین غیب اضافی ہو گئی اب وہ باعانت خدا اگر قوت القا کی امید سے پا چکا ہے تو اوسکی
تعلیم دوسرے کو کر سکتا ہے اور ملائکہ جسم نور ہین عورت مرد ہونے سے پاک ہین نو حضرت محمد ہی صلی اللہ علیہ و
علی آلہ وسلم سے وہ بھی مخلوق ہین گناہون سے معصوم ہین تسبیح الٰہی مین ہر دم مصروف ہین جو اونہین سے
جس کام پر مامور ہے اوس سے سر مو تجاوز نہین کر سکتا شہوات مثل اکل و شرب وغیرہ سے مبرا ہین بشر کے
سوا کل کائنات سے افضل ہین خصوص بشر خواص ملائکہ سے اور عوام بشر عوام ملائکہ سے افضل ہین اور کفار داخل
حکم بشر نہین ہین بلکہ مصداق اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ کے حکم انسانیت سے خارج ہین اور ملائکہ
معصوم ہین زنہار گناہ اونسے ممکن ہی نہین چونکہ گناہ سے معصوم اور احکام حق پر مستعد اور مستحکم ہین
اسی وجہ سے ملائکہ کی تعظیم ہر مسلمان پر فرض ہے اور اونکی توہین کفر ہے اور اونمین افضل حضرت جبرئیل
علیہ السلام ہین بعد اونکے میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام پھر عزرائیل علیہ السلام پھر کل ملائکہ
مقرب ہین اور اللہ تعالی نے ہر انسان کے واسطے نامہ اعمال لکھنے والے دو فرشتے دن کو ایک نیکی کا
لکھنے والا اور ایک بدی کا لکھنے والا اسی طرح رات کے واسطے دو فرشتے نیکی بدی لکھنے کو مقرر کیے ہین
اونکو کرام کاتبین کہتے ہین جس بندے کے واسطے جو مقرر ہین اوسکے قلب کے خیال تک کا علم اللہ نے
اونکو عنایت کیا ہے اگر بندہ مسلمان بدی کا خیال کرتا ہے تو کرم الٰہی کے سبب سے اس امت محمدی پر
وہ بدی لکھنے والا فرشتہ نہین لکھتا ہے جبتک کہ وہ بندہ اوس بدی کو اپنے دلمین حما کر یقینی اور
حق نہین ٹھہراتا اور اگر اوسنے اوس بدی کو حق اور یقینی ٹھہرایا یا اوسکو کر گذرا تو وہی ایک بدی اوسکے
واسطے لکھی جاتی ہے اور دوسری امت کے لوگون کی بدی کا خیال بھی لکھا جاتا ہے اور مسلمان
بندہ جب نیکی کا خیال دلمین کرتا ہے بمجرد خیال کرنے کے وہ نیکی اوسکے حق مین لکھی جاتی ہے اور جب
اوس سے وہ نیکی صادر ہوتی ہے تو دس نیکیان اوسکے واسطے لکھی جاتی ہین یہ فضل بھی
بہ تصدق انحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے آپ ہی کی امت کے واسطے خاص ہے اور اگلی
امتون کے واسطے صدور مین بھی ایک ہی نیکی لکھی جاتی تھی اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ جسوقت
مسلمان سے برائی صادر ہوتی ہے تو نیکی لکھنے والا فرشتہ برائی لکھنے والے

برائی لکھنے والے فرشتہ کو روکتا ہے کہ ابھی اس برائی کو نہ لکھہ شاید یہہ توبہ کرے تو توبہ کے نیکی
لکھی جاوے جب وہ توبہ نہین کرتا ہی تو ناچار وہ بدی لکھنے والا فرشتہ اوسکی بدی لکھہ لیتا ہے
اور اسی طرح فرشتے محافظ بھی ہر انسان کے واسطے مقرر ہین محافظون کی تعداد مین اختلاف ہے
بعضے دو کہتے ہین اور بعضے دس کہتے ہین اور قول اکثر اور اصح یہی ہے کہ وہ محافظین انکی محافظت کرتے ہین تا
گزند اور صدمہ نہین پہونچنے دیتے لیکن جب حسب تقدیر کوئی صدمہ اس بندے کے واسطے پہونچنا
مناسب حکمت الٰہی کا ہوتا ہے تو اون فرشتون کو محافظت کی ممانعت ہوتی ہے پس وہ فرشتے
صدمہ پہونچنے کو نہین روکتے وہ صدمہ بندے کو پہونچ جاتا ہے اور مسلمان کے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے
پس ایسا لفظ کہنا کفر ہے جسمین فرشتے کی حقارت نکلے جیسے معاذ اللہ کوئی کہے کہ فلان شخص کے
فرشتے خان کو بھی خبر نہین وہ کافر ہو جاتا ہے ایسی لفظون سے پرہیز کرنا چاہیئے اور اپنے تئین
کفر سے بچانا چاہیئے اللہ سب مسلمانون کو کفر کے کلمون اور فعلون سے بچاتے انبیا اوسکی سب
مخلوقات مین افضل ہین نبی اوس آدمی کو کہتے ہین جسے اللہ تعالی ہدایت خلق کے واسطے مقرر کرکے
اور بے تعلیم بشر کے اپنی وحی سے امور حق اوسکو سکھائے خواہ اوسکے دلمین بلا واسطہ کوئی
امر ڈالدے اوسکو الہام کہتے ہین یا خواب مین امر واقعی دکھا دے اوسکو رویاء صالح کہتے ہین
یا کسی فرشتے کے واسطے سے خبر دے یا آواز غیبی سے کلام کرے ان سب اقسام وحی مین فرشتے کی
معرفت پیغام دینا خاص نبی پر منحصر ہے دوسرے کے ساتھہ نہین ہو سکتا اور قسمین انبیا کے سوا اوسکی فضل سے
دوسرون کو واسطے ہو سکتی ہین اسمین الہام آواز غیبی اولیا کی ساتھہ بہ تبعیت انبیا خاص ہے اور رویاء
صالح غیر نبی اور غیر ولی کو بھی ممکن ہے اور جس نبی کے ساتھہ کتاب بھی نازل ہوئی ہے اور دین جدید کا
مامور ہوا ہے وہ رسول ہے تعداد انبیا کی ایک لاکھہ سے کم نہین اور دو لاکھہ تیرہ ہزار سے زیادہ نہین
اکثر علما قائل ہین کہ ایک لاکھہ چوبیس ہزار نبی ہوے اور مشہور بھی یہی ہے پس اسقدر اعتقاد رکھنا لازم ہے کہ
جتنے نبی اللہ کے ہین سب حق ہین ایک سے بھی اگر منکر ہوگا یا کچھہ بے ادبی خیال مین لائیگا کافر ہو جائیگا اور
اون نبیون مین سے ایکہزار تین سو تیرہ رسول ہوے ہین ہر ایک پر ایک کتاب نازل ہوئی ہے اون کتابون مین

چار کتابین سماوی ہین توریت حضرت موسی علیہ السلام پر اور زبور حضرت داود علیہ السلام پر اور انجیل
عیسی علیہ السلام پر ان تینون کتابون کو یہود اور نصاری نے جابجا تحریف کیا ہے کہین کچہ عبارت
نکال ڈالی ہے اور کہین کچہ بڑہا دی ہے اور بعضی عبارتون کو بدل ڈالا ہے توریت زبان عبرانی مین
نازل ہوئی اور زبور اور انجیل زبان سریانی مین تحریف کے بعد زبان عربی مین عرب کے یہود اور نصاری نے
مترجم کیا اس طور پر کہ ترجمہ اون کتابون کا بدون عبارت اصل کے لکہا اور وقت معرب کرنے
کے بہی تحریف سے ہاتہہ نہ اوٹہایا ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت سے کچہ زمانہ کے بعد
عربی سے فارسی مین کی گئی اور نصاری نے فارسی سے انگریزی کیا اور ابتک بہی کیا اور اوسمین بہی
ہر سال تغیر اور تبدیل کرتے رہتے ہین اس سبب سے ان کتابون پر عمل کرنا ممنوع اور گناہ ہے
لیکن ان کتابون کی تعظیم لازم ہے اسواسطے کہ بیشک کتب منزلہ سے کچہ کچہ مضامین اوسمین
باقی ہین اور بیشک اور بے شبہہ جابجا تحریف ہے اسواسطے کہ اون کفار کا ان کتابون کو تحریف کرنا
قطعاً قرآن شریف سے اور احادیث سے ثابت ہے اور مقام تحریف متعین نہین پس جو مضمون خلاف
قرآن شریف ہے بیشک تحریف ہے محرفین کا کلام ہے اور جو موافق قرآن شریف ہے وہ اون کتابون کا
ترجمہ ہے پس ناچار ثابت ہے کہ ان کتابون مین کچہ کلام منزل الہی ہے اور اوسکی تعظیم فرض ہے
اور ان کتابون سے بے ادبی کرنا ہرگز درست نہین اگر کلام منزلہ نہونے کا گمان کر کے بے ادبی کی
تو گنہگار ہو گیا اور اگر ذہن مین بے ادبی کے وقت خیال گذرا کہ اسمین کچہ کلام منزلہ بہی ہے تو کافر
ہوگا اس سبب سے کہ کلام منزل کی ساتہہ بے ادبی لازم آئی اور وہ کفر ہے چوتہے کتاب قرآن شریف
ہے اور وہ تحریف سے محفوظ ہے اللہ تعالی نے خود حفاظت کا وعدہ فرمایا وہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہے ظہور کی راہ سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور آخر نبی ہمارے پیغمبر
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہین سب انبیا اور کل کائنات سے افضل ہین خلقت مین
سب سے قبل اور کل کائنات کے اصل ہین حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بعثت کے بعد
اور کسیکو نبوت ہونا باطل ہے کسی وجہ سے ممکن نہین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بعثت

برے اور کوئی نبی ہو سکے اور حضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی نبوت جمیع کائنات
پر قائم تہی اور ہے پہلے انبیا علیہم السلام کے واسطہ سے اور آپ بالذات بلا واسطہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سب کائنات کے نبی ہین اور آپ کا ایمان لانا سب پر
فرض ہے اور تمام انبیا علیہم السلام حضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی نبوت کی
نسبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت مین داخل ہین اور آپ پر ایمان لا چکے
ہین اور ہماری نسبت سے حکم انبیا مین ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
جیسے کہ آپ نبی ثابت النبوت اور رسول ثابت الرسالت ہین ویسے ہی ابتدائے
متیقن نور سے ہین حضرت کی رسالت مین زمان ظہور بعثت اور قبل ظہور بعثت کی
لحاظ سے کچہ فرق نہین ہے بجز اسکے کہ دنیا کی اکثر لوگون کو اوسکا علم قبل بعثت
مفصل حاصل نتہا اب ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم امی ہین یعنے
ماں کے پیٹ سے جیسے پیدا ہوے ویسے ہی ہین سب کمالات آپ کی
ولادت شریف کے قبل سے بالذات بے واسطہ مخلوق آپ کی ذات جامع الکمالات
مین قائم ہین ایسا نہین کہ قبل ولادت شریف یہ کمالات آپ مین نتہے جو ولادت
شریف کے بعد پیدا ہونے لگے ہون اور اسی طرح قبل ولادت سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو علم بہی بلا واسطہ بالذات محض خدا کے فضل سے حاصل ہے یہ نہین
کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بتلانے سے حاصل ہوتا گیا ہو بلکہ منکرین کو الزام
دینے کے واسطے علم شریف کا ظہور البتہ بتدریج حسب نزول وحی تدریجی حدوث حوادث
کے موافق ہوتا رہا اور بیشک جبرئیل علیہ السلام کے آنے سے پہلے آپ اسواسطے
نہ قرآن پڑہتے تہے اور نہ کچہ اور پڑہتے اور نہ لکھتے تہے کہ منکرین یہ شبہہ نکرین کہ
قرآن شریف اور کتابون سے آپ نے بنا لیا یہ بات نہین کہ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی
آلہ وسلم کو علم نتہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم قبل نزول وحی بیشک عبادت کرتے تہے صحیح یہ ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی عبادت کسی دوسرے نبی کی شریعت کی تبعیت سے نہ تھی
بلکہ وحی پوشیدہ کے بموجب القاے الٰہی سے اپنی ہی شریعت خاصہ کے موافق تھی اُمی ہونا
آپ ہی کا وصف خاص ہے دوسرے کسیکو یہہ وصف حاصل نہین یعنی اور کوئی اپنی مان کے
پیٹ سے جمیع کمالات کے ساتھہ نہین پیدا ہوا سبکو پیدا ہونیکے بعد کمالات حاصل ہونے مین اسی وجہ
سے امی ہونا اورون کے حق مین عیب ہے کیونکہ مان کے پیٹ سے بے تمیز پیدا ہوتے ہین
اگر ویسے ہی رہین تو مرتبہ تمیز سے سرفراز نہون سخت عیب مین مبتلا رہین اور حضرت صلی اللہ علیہ و علی
آلہ وسلم چونکہ ابتدا سے یقینی ثابت النبوت ہین ویسا ہی آپکا رہنا ایک معجزہ کامل ہے کہ باوجود
دوسرے سے تمیز حاصل نکرینگے خود بخود عالم متمیز ہین ساتھہ اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم
کو ترقی درجات آناً فاناً ہوتی رہی اور اوسکی کیفیت کو ہمارا ذہن قاصر ہرگز محیط نہین ہو سکتا ہے
پس اتنا ہی اعتقاد کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے آپکے سب کمالات وقت تعین نوریہ آپ کو تھے
بحیثیت امیت یعنی مادرزادی کی قائم کئے اور ساتھہ اسکے ترقی درجات رہی یہ بڑا اللہ کا فضل ہے
جیسا کہ خود فرماتا ہے اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا اور ہماری کیا حیثیت ہے کہ اللہ کی فضل
کو احاطہ کر سکین آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر جو اللہ کا فضل ہے اوسی اللہ پر حوالہ کرنا چاہیے
آپ کی شان بہت بڑی ہے انسان اوسکو ہرگز نہین سمجھہ سکتا اور جو ولی مادرزاد ہین اونکی یہہ کیفیت
نہین ہے کہ جیسے پیدا ہوے ویسی ہی رہے بلکہ جوہر ولایت کا اثر اونمین زمان ولادت سے
ظاہر تھا کہ تعلیم الٰہی اور صحبت صالحین سے اوس اثر کا کمال اور مرتبہ ولایت کا ظہور سن تمیز مین بتدریج
ہوا کیفیت طفلی کا جتنا زوال ہوتا گیا اوتنا ہی کمال ولایت ہوتا گیا اور یہہ بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کا ایک فیضان توجہ روحی اور عنایت نبوی مختص اونکی ذات کے ساتھ ہے اور کل اولیاء و
انبیا مرتبہ عرفان اور ولایت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محتاج اور مستفیض ہین آپ ہی کے
ذریعہ سے اس مرتبہ پر پہونچے اور پہونچتے رہین گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سب
اصحاب نے ایمان قبول کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر رہنے کی بدولت

مرتبہ ولایت حاصل ہے اون اصحاب مین چارون خلیفہ حسب ظہور ترتیب خلافت انبیا علیہم السلام
کے سوا کل کائنات سے افضل ہین یعنی اول امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
دوسرے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ تیسرے امیر المومنین حضرت عثمان غنی
ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ چوتھے امیر المومنین حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ ان چارونکو
سب سے افضل جاننا چاہیے اور اون مین ایک کو دوسرے پر باہم فضیلت ثابت ہے لیکن کمی اور گھٹتی
کی نسبت ان چارون مین سے کیسیکی طرف کرنا ادب کے خلاف ہے اونکے ذکر مین کمی کی لفظ بھی نہ لانا
چاہیے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ صحابہ مین اورون سے افضل حضرت علی اور اون سے افضل
حضرت عثمان اور اون سے افضل حضرت عمر اور اون سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین ہرچند عبارت مین اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت سے شروع کرین تو بھی
وہی معنی حاصل ہوتے ہین لیکن لفظ کی راہ سے خلیفہ ثانی اور خلیفہ ثالث اور خلیفہ رابع کی نسبت ایک
گھٹتی کی بو پائی جاتی ہے اس سے احتیاط چاہیے اور سب صحابہ کو جنتی جاننا چاہیے اور کسی ایک کی
نسبت بھی بدی خیال مین لانا ایمان سے نکال دیگا اور جو بعضے مقام پر کچھ صحابہ مین لڑائیان ہوئی
ہین اوسمین دونون کی طرف نیکی کا اعتقاد رکھنا چاہیے اور بے ادبی سے بہت بچنا چاہیے
اسواسطے کہ صحابہ کے ساتھ بے ادبی مین بے ادبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی
ہے اور اولیاء اللہ کل واجب التعظیم ہین اونمین سے جس ولی کی ولایت باجماع ثابت ہوچکی ہے
جیسے حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام موسی
کاظم اور حضرت امام علی موسی رضا اور حضرت معروف کرخی اور حضرت سری سقطی اور حضرت جنید بغدادی اور
حضرت بایزید بسطامی اور حضرت حسن بصری اور حضرت مودود چشتی اور حضرت عبدالقادر جیلانی اور حضرت
خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت نظام الدین اولیا اور حضرت مخدوم علی صابر اور حضرت شیخ شہاب الدین
سہروردی اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اور حضرت عبدالخالق غجدوانی اور مثل اونکے رضوان اللہ
علیہم اجمعین اوس ولی کے حق مین گستاخی اور انکار اور بے ادبی کرنا ایمان سے نکال دیگا اور کفر کو پہونچاویگا

بلکہ کسی ولی کی نسبت گستاخی کرنے کا اثر یہ ہے کہ گستاخی کرنے والے کا انجام اور خاتمہ ایسے فعل پر ہوتا
ہے کہ جس سے کفر ہو جاتا ہے اور مرتبہ ولایت تا بقیامت قائم ہے اور اولیا قیامت تک ہوا کرینگے ضرور ہے
کہ جسکو صالح اور پرہیزگار اور بے طمع پاوے اوسکی تعظیم کیا کرے تاکہ سوء ادب اولیا سے محفوظ رہے
اور اگر ویسے شخص سے ایک آدہ فعل اپنی دانست مین خلاف شرع پائے اوسپر زبان طعن نہ کہولے اور
ایسا سمجہے کہ ہمارا فہم خطا کرتا ہے یہہ شخص خلاف شرع کا مرتکب نہین ہے لیکن اوس فعل کو درست
نجاننا چاہیے اور اگر وضع صالحون کی رکہتا ہو اور کلام اوسکے خلاف عقاید اہل سنت وجماعت کے
ہون یا انبیا یا اون اولیا کی نسبت کہ جنکی ولایت بالاتفاق ثابت ہو چکی ہے بے دہڑک اور بے تکلف
بے ادبی اور بے تعظیمی کے کلمات زبان پر جاری رکہتا ہو اوسکو ہرگز ولی نجاننا چاہیے اور اپنے
تئین اوسکی بہی حقارت سے محفوظ رکہنا چاہیے اور اوسکی صحبت سے بہی جدا رہنا چاہیے اور اعتقاد
رکہنا چاہیے کہ اولیاء اللہ مین سے حضرت غوث الثقلین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ
ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مظہر کامل اور قدم بقدم ہین اور جمیع
اور افضل کل اولیاء اللہ کے ہین اور صحابہ کے سوا تمام اولیاء اللہ سے افضل ہین اسواسطے کہ صحابہ پر غیر
صحابہ کو ہرگز فضیلت نہین ہو سکتی پس اور تفصیل کلی بے قید کسی مرتبہ اور سبب کے ایک کو دوسرے پر
اپنی فہم سے بغیر وجہ شرعی کے فضیلت دینا ہرگز درست نہین اور اولیاء اللہ کے کرامات حق ہین
یعنی اون سے امور خلاف عادت وقوع مین آجانا برحق ہے اور مطلق خلاف عادت کو خرق عادت
کہتے ہین جیسے مسافت دور دراز کو مدت قلیل مین خلاف معمول طے کر جانا مثلا مہینون کی راہ
ایک دن مین قطع کرنا یا بغیر حائل ہونے کسی شے یا دوا کے کسی چیز کو آگ سے جلنے نہ دینا یا پانی پر
بغیر کشتی کے اور بے تیرے جیسے پیرو نسے چلے جانا اور نہ ڈوبنا یا مطالب اور حاجتین با عانت
خدا بے تدبیر ظاہری بر لانا جو ایسا امر کہ طاقت بشریہ سے نہو سکے اگر دعوت نبوت کے ساتہہ
ہون معجزہ ہے اور گو مسلمان سے بے دعوت نبوت پائی جاوین کرامت ہے اور اگر کافر سے
یا ایسے شخص سے جو عقائد غیر شرعی کو داخل اسلام کرتا ہو وقوع مین آوے تو وہ استدراج ہے اور

اور ویسا شخص مبتدع کہلائیگا ہرگز اوسکو ولی نجانا چاہیے اور اوسکا معتقد نہ ہونا چاہیے ولی وہ ہے جسکے عقائد سنت وجماعت کے موافق ہون اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا دم بہرتا ہو اور طمع دنیا اور ہواے نفس سے بری ہو ظہور کرامت ولی سے لازم نہین ہے اور اولیاء اللہ اکثر اظہار کرامت سے پرہیز کرتے رہتے ہین اللہ اونسے خود بخود کرامت ظاہر کر دیتا ہے اونکے قصد سے نہین ہوتی ہے اور معجزے کے واسطے نبی کا قصد ضرور ہے اور ہر ولی مرتبہ ولایت حاصل کرنے مین اپنی نبی کا محتاج ہے اولیاء امت سابقہ اپنے اونہین انبیا کے وساطت اور تبعیت سے ولایت اور قرب اور معرفت کے مرتبے پر پہونچتے ہے اور سب انبیا اور اولیاے امت آخر زمان ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے محتاج ہین انبیا حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فیضان روحی کی بدولت مرتبہ نبوت اور ولایت کو پہونچے پس سب انبیا حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے وزیر ہین اور اولیا اور علماء امت بہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزرا کے حکم مین ہین انبیاے سابقین اور اولیا اور علماء امت محمدی مین فرق یہ ہے کہ انبیاء کو اللہ تعالی نے اپنی طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نیابت عنایت کی اور اولیا اور علماء امت محمدی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت عنایت ہوئی اسکی مثال یہ ہو کہ ایک شاہنشاہ ایک شخص کو اپنی طرف سے اپنی مملکت کا بادشاہ کرے اور کسی مصلحت سے اوس بادشاہ کو اپنے پاس رکہے اور اوس بادشاہ کے وزیر انتظام مملکت کے واسطے اوس بادشاہ کی طرف سے مقرر کرکے ممالک مین بہیجے اور وہ وزرا اپنے اپنے مرتبے پر خدمت وزارت بجالائین اوسکے بعد اوس بادشاہ کو شاہنشاہ بالاستقلال ممالک مین بہیجے اوس بادشاہ کے آنے کے بعد اون وزرا کے احکام منسوخ ہو جاتے ہین اور بادشاہ کا حکم جاری ہوتا ہے اسی طرح پر انبیاے سابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے وزیر اللہ تعالی کے مقرر کیے ہوے تہے اور ایک زمانہ کے بعد وہ بادشاہ بطلب شاہنشاہ شاہنشاہ کی ملاقات کو جاے اور انتظام مملکت کے واسطے برضاے شاہنشاہ

اپنی ولایت سے کئے ہوئے وزرا کو مقرر فرماوے اور خود اون وزرا سے احوال مملکت کا
تفحص کرتا رہے اور اونپر احکام مملکت جاری کرتا رہے یہہ مثال اس امت کے اولیا او علما
کی ہے کہ ببعثت الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اونکو اپنا وزیر خود مقرر فرمایا
اور جو وزیر شاہنشاہ کے مقرر کیئے ہوئے ہین بیشک اعلی وزیرون سے [illegible]ن نہ کہوے اور
کے مقرر کیئے ہوئے ہین اسطرح پر اولیا اور علما سے انبیا افضل ہین [illegible] فعل کو بہت [illegible]
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ظہور بعثت مین بھی حکمت ہے کہ اگر ابتدا [illegible] سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ظہور بعثت ہوتا تو دوسرے انبیا فضل نبوت سے خالی رہجاتے اور اگر دوسرے
انبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات شریف کے بعد مبعوث ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے دین کے نسوخیت لازم آتی اور جناب حق کو کمال فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا اظہار
اور دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناسخیت منظور ہے اور اگر اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس جہان مین پیدا ہوتے اور بنی آدم آپ کی اولاد مین ہوتے اور دوسرے انبیا کی نبوت آپکے
روبرو ہوتی تو ان مین سے جو رسول ہوتے رسالت سے عاری رہجاتے اور آپکی آل کی تعظیم
بنی آدم سے نہ پائی جاتی پھر اظہار کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بخوبی نہوتا اور سمجھنا چاہیے
کہ چالیس برس کے عمر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بوحی خفی اپنی شریعت خاصہ پر پوشیدہ عبادت
کرتے رہے اور چالیسوین برس ایسی پوشیدگی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بوحی خفی عبادت
کرنا اختیار کیا کہ کسی شخص کو تا حال بخبر سکا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کسی دوسرے کی شرع
کے بے اتباع عبادت کرتے ہتے اوس عبادت کی کیفیت اور طرز سے واقفیت نہوئی تا کہ اولیاء اللہ
جو اخفاے مجاہدات اور ریاضات پر مامور ہین تعمیل امر کے ساتھ امتثال سنت سے بھی سرفراز ہوں
اور محروم نرہین پھر اللہ تعالی نے آپکی نبوت ثابت کو بذریعہ وحی ظاہر جبرئیل علیہ السلام اور نزول قرآن
شریف کی وساطت سے اظہار فرمایا اس طور پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم چالیس برس کے سن مین
اکثر غار حرا مین تشریف لیجاتے اور عزلت اختیار فرماتے اور عبادت اپنے طور پر بوحی خفی کیا کرتے او

بحر توحید مین ایسے مستغرق رہتے تھے کہ باوجود کمال علم اور وسعت حوصلہ عالی کے اگر حضرت جبرئیل
علیہ السلام پیش آجاتے تو عالم امکانی طرف بغیر التفات فرمائے آپ اونکو بھی نہ پہچانتے تھے چنانچہ
[illegible] بتا مین ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم غار حرا مین عبادت کے واسطے
ہے اور اولیا [illegible] ریاضات باطنی [illegible] کسی مصلحت سے طہارت کے واسطے غار سے باہر تشریف
لاتے تھے اونکو آواز السلام علیک کی اوپر کی جانب سے آئی باوصف کمال مرتبہ استغراق
حصول تمائز کاملہ [illegible] سقدر پہچان لیا کہ یہہ آواز جنس مخلوقات سے ہے اور بشر کی نہین ہے
لیکن عالم علوی وحدت کی جانب متوجہ ہونے کے سبب سے اس قدر خیال نفرمایا کہ جن کی آواز ہے یا
ملک کی جیسا کہ بعض مفسرین نے اپنی تفسیرون مین روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم جن سمجھکر متوحش ہوے تھے اور یہہ توحش جنکی ڈر اور ہیبت سے نہ تھا کیونکہ امت کے اولیا
کمال توکل مین کسی بلا کو حقیقت نہین سمجھتے ہین اور نہین ڈرتے ہین چہ [illegible]ے مرتبہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم غیر سے ڈرنے کو یہان کیا دخل ہے بہ نظر اسکے کہ قوم جن آتشی ہونے کے سبب سے
اکثر امور جسد مین فساد ڈالتے ہین گھبرا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اوس مقام سے غار حرا
کی طرف متوجہ ہوے تاکہ اوس سے علحدہ ہو جائین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جلدی سے متشکل ہوکر
سامنے راہ پر نزول کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے ملاقات کی چونکہ اول ہی سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم استغراق بحر توحید مین مقام علوی ذات وصفات کی طرف متوجہ تھے اور
آواز دینے والی کے ہیبت خیال سے احتیاطاً غار کی طرف چلے تھے عالم امکان سے زیادہ بے توجہی
اوسوقت طاری تھی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو نہ پہچانا کہ غار حرا مین تشریف لیجاکر معروف عبادت
ہوے پھر دفع توحش کے واسطے گھر کو تشریف لائے اور اہل وعیال مین دل بہلا کر پھر غار حرا
مین تشریف لے گئے اور یون ہی عادت تھی کہ دو چار روز گھر مین رہکر پھر اکثر غار حرا مین اوقات بسر
فرماتے دو ایک مرتبہ اور بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات کا اسی طرح اتفاق ہوا اور شناسائی
کی عادت بھی باہم ہوئی پھر بعد اوسکے ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ

وسلم کی خواب مین آئے اور سورہ اقراء لاکر حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کہا کہ اقرا یعنی پڑہ
چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنے راز و نیاز محبت سے عبادات توحیدیہ مین مشغول رہتے
تھے اور کبھو پڑہنے اور لکھنے کا شغل نہین کیا تھا اسواسطے نزول قرآن شریف کے وقت کفار اپنے
انکار پر آپ کی عادت نوشت وخواند کو دلیل نہ پکڑین کہ دوسری کتابون سے سیکہکر قرآن بنالیا ہے
اور نوشت وخواند کے طرف توجہ معاملات علوی کا مانع ہوا کرتی ہے اسوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِئٍ یعنی مین پڑہنے والا نہین ہون کہ میرا کام خوب اعلی کا ہے
اور نوشت وخواند کا کام چاہتا ہے کہ حروف کیطرف توجہ اور التفات ہو جب حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے یہہ معاملہ دیکھا خیال کیا کہ کاروبار تعلیم وتعلم خلایق کا درہم برہم ہوجائیگا ناچار جسطرح کارکنان
دربار سلاطین کو جسوقت کہ وہ اپنے لذائذ مین مستغرق ہوجاتے ہین انتظام مملکت کے واسطے معاملات
دنیاوی کی طرف متوجہ کر دیا کرتے ہین اپنے پرونمین مین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم کو دبا لیا تاکہ کیف حجاب ملکیت کے سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو امور ممکنات
کی طرف التفات پیدا ہوجائے چونکہ غلبۂ نورانیت وتصرف خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا
وسیع تھا ایک مرتبہ کا دبانا کچہ موثر نہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے وہی جواب ارشاد کیا
دوبارہ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دبانا تاہم بدستور اول قوت نورانیت کی وجہ سے وہی کیف
سابق قائم رہا اور ویسا ہی مَا اَنَا بِقَارِئٍ فرمایا یعنے مین پڑہنے والا نہین ہون اور یہ سبب کمال
استغراق توحید کی پڑہنا لکہنا نہین چاہتا ہون یعنے پڑہنے لکھنے کو اپنا مقصود اور کار ضروری نہین
سمجھتا ہون ناچار تیسری بار بخوب طرح سے جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو
اپنے پرون مین دبا لیا کہ تاثیر اتحادی سے حجاب ملکیت کا کیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو لاحق
ہوا اور امور ہدایت خلق جاری ہوون آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اسطرف متوجہ ہوکر قرأت مین
مشغول ہوے ہرچند کہ آپکا علم اور تمام کمالات تعین نوری کے وقت سے آپ کو بلا وساطت
غیر محض تعلیم الہی سے حاصل تھے جیسا کہ وصف اُمّی اسپر دلالت کرتا ہے لیکن بحر توحید مین کمال

استغراق کی سبب سے اس عالم کیطرف سے ایسی بے التفاتی اوسوقت حاصل تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ معاملہ واقع ہوا گویا ظاہر مین جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو پڑہایا اور حقیقت مین حضرت جبرئیل علیہ السلام کے تحریک خادمانہ کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے علم کلی کی طرف متوجہ ہوکر پڑہنے لگے اور حرف شناسی کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ توجہ اوس کیفیت کے منافی تھی کہ کمال استغراق سے گویا اس عالم سے ناواقفی حاصل تھی پھر وہی توجہ کرنے کا اتفاق ہوا پس قرب اعلی سے قرب ادنی کیطرف تنزل کرنے کے سبب سے ہول دل پیدا ہوا اور جسم مبارک پر رونگٹے کھڑے ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے لحاف اوڑہ لیا حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا نے یہ کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی دیکھکر احوال پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بموجب اسکے تَكَلَّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ یعنی باتین کرو لوگون سے بقدر اونکی سمجھ کے احوال ظاہر جو گذرا تھا بیان کیا اور عالم وحدت سے عالم امکان کی طرف تنزل کے سبب سے کہ صاحب کیف کو ناگوار ہوتا ہے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ اس کیفیت سے ہلاک ہو جاون یعنی اس عالم کی طرف التفات کا حال اگر ایسا ہی بر آن دائمی رہے گا تو میرے نزدیک اوس تقرب اعلی کے فرصت نہ پانے کے سبب سے گویا یہ ہلاکت ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنا سا ڈر سمجھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تشفی اسطور پر کرنے لگین کہ آپ کو اللہ تعالی نے اخلاق کریمہ عنایت فرمائے ہین جیسے خلائق پر رحم کرنا محتاجون کی حاجت بر لانا ایسا شخص رحمت الہی کا مستحق ہوتا ہے غضب کا نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اس تشفی سے تسکین نہوئی آخر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تشفی دلانے کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو ورقہ ابن نوفل اپنے چچا کے پاس کہ وہ سابق کی آسمانی کتابون سے ماہر تھے لے گئین ورقہ نے یہہ احوال سنکر آپ کو پہچان لیا اور آپ کی رسالت کی تصدیق سے سرفراز ہوا عرض کیا کہ وہ ناموس اکبر تہا اور ناموس اکبر اوس زمانہ کے اہل کتاب کی

اصطلاح مین حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کہتے تہے اور کہا کہ وہ پیغمبرون کے پاس وحی لیکر آیا
کیے ہین اور حضرت موسی علیہ السلام کے پاس بہی آے آپ نہ گہبرائے آپ کی بہت بڑی
شان ہے لیکن آپکی قوم آپ کا مرتبہ نہ سمجہے گی اور آپ کو ایسا رنج پہونچاینگے کہ آپ
اپنے وطن سے نکلین گے چونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہین خرابی قوم کا فکر آپکے سامنے ہوا
غلبۂ ترحم سے اونکی جانب التفات پیدا ہوا اور اس تحزن کو اونکی [illegible] سمجہکر آپ نے
پسند کیا آپ کا وہ توحش دفع ہوا پہر آیۂ یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّل نازل ہوئی اور نزول
وحی جاری ہوئی اسمین بہی بہ سبب استقلال قوت نورانیت کی قربِ اعلی کی کیفیت دوری
وضع پر حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو طاری ہوئی لیکن کمال شوق وحدت سے آپ
اوسی استغراق کیطرف متوجہ رہتے تہے ظاہر مین جبتک دوسری وحی نہ آتی جو کچہ آپ کو معلوم
تہا لوگون پر اظہار نکرتے ظاہر مین ناواقف بنے رہتے اور حقیقت مین عالم چنانچہ ہر
رمضان مین حافظون کی تعلیم کرنے کی ضرورت سے علم کامل کیطرف متوجہ ہوکر حضرت
جبرئیل علیہ السلام سے دَورہ کیا کرتے اسی وجہ سے مفسرین نے بیان نزول وحی مین
بہ نظر احوال ظاہر آپکی ناواقفی ظاہری بیان کی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آپ کو
پڑہانا مذکور کیا اور فقہانے سند علم ظاہر مین حضرت جبرئیل علیہ السلام کو درمیان اللہ اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے علم کا واسطہ لکہا ہے اور مفسرین نے مقام شرح
صدر مین بانظر آپ کے حوصلے کی وسعت اور آپ کے سینۂ پاک مین سب اقسام علوم کی
جمعیت بیان کی ہے کہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم تہے اور فقہانے علم
عقائد مین لکہا ہے کہ انبیا کو تعلیم الہی تہی ملائکہ کی تعلیم نہ تہی ملائکہ پیغام پہونچانے مین
ایک واسطہ تہے پس آپکو تمام کائنات کا علم ہونا ظاہری ناواقفیت کے ساتھ اجتماع
ضدین ہے اور یہ اجتماع ضدین آپ کا معجزۂ کامل ہے اسی وجہ سے بیضاوی نے
تفسیر احمی [illegible] تعجیہ وصفہ بہ تنبیہا علی ان کمال علمہ مع حالہ احدی معجزاتہ لکہا ہے

یعنی واقف کیا اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ساتھ صفت امی کے واسطے
آگاہی بینے کے اوپر اسبات کی کہ یقینی کمال علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا
ساتھ ایسے ال کے ایک معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ہے اور شمروانی نے
اسی تفسیر کے حاشیہ مین یہی تحقیق افادہ کی ہے مجھہ نے ابھی لکھے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ و
علی آلہ وسلم کمال قرب الہی اور جسم نور سے اور کمال بقاے امور حقیقت اور یاد داشت
عالم اصلی کی اور عنایت الہی کی سبب سے ہر وقت جمیع کائنات کے عالم ہین اور اپنے
کمال رحمت اور اقتضاے حکمت الہی کے سبب سے شریک امور بشری ہین اسواسطے
کہ آپ کی امت مجبوریت بشری مین بہی سنت شریفہ سے محروم نرہے قرب حق کی جہت سے
آپکو جمیع کائنات کا علم محیط حاصل تہا اور شمول خلق کی نظر سے آپ اپنا علم بقدر ضرورت بمقتضاے
حکمت ومصلحت اوسی قدر ظاہر فرماتے جتنا حکم الہی ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم کو علم جمیع کائنات کا ابتداے تعین نور سے حاصل ہے اور نہ پڑہنا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم کا قرآن شریف کو قبل از وحی اور پیغام پہونچانا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کی طرف سے موافق حدوث حوادث کے حق ہے نسبت
کمی اور جہل کے طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سخت بے ادبی اور اقسام کفر سے
ہے اللہ تعالی محفوظ رکہے سواے الوہیت اور لوازم معبودیت جتنے کمالات ہین سب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم کو حاصل ہین جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے مرج البحرین مین لکھا ہے
ومجمل اعتقاد در حق سید کائنات صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم آنست کہ ہر چہ خبر مرتبہ الوہیت
است از کمالات وکرامات اثبات کند کائنا ما کان شعر دع ما ادعته النصارى
في نبيهم + واحكم بما شئت مدحا فيه واحتكم + وانسب الى ذاته ما شئت من شرف + وانسب
الى قدره ما شئت من عظم شعر مخوان اورا خدا از بہر ام شرع وحفظ دین + دگر ہر وصف کش
میخواہی اندر مدحش املا کن + پچاس برس کی عمر کے بعد مکے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ

کو معراج ہوئی براق پر سوار ہو کر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جبرئیل علیہ السلام اور گروہ
ملائکہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور وہاں ارواح انبیا کی امامت کی وہاں سے سیڑہی پر
چڑھکر آسمان دنیا پر تشریف لے گئے عجائب اور غرائب صنعت الٰہی مشاہدہ فرماتے ہوئے ساتوں
آسمان اور بیت المعمور اور جنت اور دوزخ کی سیر کی پہر بنفس نفیس رفرف پر سوار ہو کر عرش اعلیٰ
پر تشریف لے گئے اور حجابوں کو طے فرما کر قرب اتم الٰہی میں مقام دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب
قوسین او ادنیٰ میں چشم جسمی سے دیدار الٰہی کیا اور بالمشافہ حق تعالیٰ سے باتیں کیں
اور امور راز و نیاز فیمابین جاری ہوئے کہ بشر کی عقل وہاں قاصر ہے بلکہ کسی عارف کا عرفان
کسی وجہ سے بدون ارشاد اور بیان تعلیمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
کے ہرگز ان راز و نیاز کو نہیں پہونچ سکتا بلکہ عرفان بھی نہیں حاصل ہو سکتا ہے اگر کوئی دعوی
کرے کہ بدون وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حصول عرفان سے فائز ہوا کاذب
ہے اور ایسے اقوال جو بعضے اولیا کی طرف نسبت کرتے ہیں یا بعض مواضع میں لکھا ہو تو افترا
اور بہتان ہے اور ولی ایسی بد باتیں کہنے سے بری ہیں ہرگز ایسے اقوال کو صحیح نہ سمجھنا چاہیے
بعد اوسکے حضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم طرفۃ العین میں اپنی جائے استراحت پر پہونچے پھر ترپن ٥٣
برس کے سن میں حضرت صدیق اکبر کو ساتھ لیکر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی
اور وہیں وطن کیا اور امور جہادیہ و شرعیہ جاری کرنے کے بعد ترسٹھ ٦٣ برس کے سن میں لقائے
الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے اور حیات کاملہ کے ساتھ ہماری نظروں سے چھپ گئے اور جسطرح
کہ انتظام خلائق اور حراست امت آپکے ساتھ زمان حیات ظاہری میں متعلق تھے اوسی طرح اب
بھی قائم ہیں عالم کی جمیع امور انتظامیہ متعلق آپ ہی کے ذات خاص سے ہیں دوسرے کسیکو ہرگز وہ
مرتبہ حاصل ہونا ممکن نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حیات قائمہ مسلم الثبوت ہے عقل کو
اوسمیں کچھ دخل نہیں اور سب اولیا امت محمدی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور انبیاء برسالت [illegible]
اور سب [illegible] اولیاء اونکی بعثت کی وجہ حضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وساطت سے [illegible]

کے موافق انتظام عالم برپا مورہین پس حضرت حق کی تنزیہ اور حضرت رسالت کی تعظیم بوجہ اتم کی امور
لوازم ایمان سے ہین اور جن امور مین کسی طرح کی توہین شان حضرت رسالت پائی جاوے خلاف
ایمان ہین انحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی وفات شریف ہماری موت کے مثل ہرگز
نہین ہے بلکہ چونکہ اس جہانمین ظہور رسالت انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض انعام اور اجزائے
رحمت عامہ کے واسطے تہا جب احکام دین اسلام کے کلیے انحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
کے فضائل حاضرین پر تمام وکمال ظاہر ہوچکے اسطور پر کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے
فیضان سے حضرات صحابہ کو قوت افاضۂ تابعین بہ سہل الوصول بوجہ اتم حاصل ہوئے اللہ تعالے
نے انحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اپنے تقاضے خاص کی طرف متوجہ اور میدان نظروں سے
جو چون وچرا مین ملوث ہین محجوب فرمایا اسلیئے کہ اگر انحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اوسی طرح اس
جہان مین ظاہر رہتے تو حوادث اور شدائد قیامت کے کہ نمونہ عذاب مین ظاہر نہو سکتے اسواسطے
کہ قرآن شریف مین حق جل وعلی نے وعدہ فرمایا ہے کہ اے ہمارے حبیب جبتک اون لوگونمین
تم رہوگے اونپر مطلقا ہم عذاب نہ بہیجین گے اور اگر حضرت ادریس علیہ السلام کیطرح قید
حیات کے ساتھ آسمان کیطرف عروج فرماکر وہین قرار فرماتے اہل زمین بالکلیہ انحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی معیت سے محروم ہوجاتے اور حفاظت انتظام عالم دستور منتظم سے برہم ہوجاتے
اسواسطے لباس وفات باعتبار ظاہر کے انحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو حضرت حق نے
پہناکر اسی زمین کے بقعہ مین سکونت دی اور لقاے اتم سے مشغول فرمایا پس موت بنسبت
انحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اتناہی مضمون ہے کہ حرکات جسدیہ موافق طریق بشریت
لوگون کی نظرون مین موقوف ہوگئی نہ ایسا کہ معاذ اللہ جسم شریف بالکلیہ روح سے جدا
ہوکر جسد جماد محض ہوگیا ہو پہر اسواسطے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مردے تجہیز وتدفین
مین بہی شرف سنت سے مشرف ہون انحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم قبر شریف مین تشریف فرما
ہوے بیشک انحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اوسی حیات سابقہ کے ساتھ قبر شریف مین حی وقائم

حسب عادت شاغل عبادت اور اپنی امت بلکہ کل کائنات کے اصلاح امور اور حراست مین
مصروف ہین اور اسی حیات کے ساتھ عالم حشر اور بعث مین اوٹھینگے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور
دوسرے لوگونکی موت عبارت اس سے ہے کہ روح بالکلیہ جسم سے منفصل ہوجاتی ہے
اور جسم جماد محض ہوجاتا ہے اور روح کو فرشتے لیکر عازم حضرت قدس ہوتے ہین آسمان اول کے
فرشتے ملایکہ قابض ارواح سے مستفسر احوال روح مقبوض ہوتے ہین ملایکہ قابض جواب دیتے
ہین کہ یہ روح فلان بن فلان یا فلانیہ بنت فلان کی ہے اگر روح خبیث ہے تو آسمان کے فرشتے دھکے
سخت دیتے ہین کہ وہ روح وہان سے زمین پر گر پڑتی ہے اور وہ ملائکہ قابض وہان سے
اوترکر اوس روح کو پکڑکر بطریق تعذیب اوسکے جسم کے پاس گرفتار کیے ہوئے حاضر رہتے
ہین اور اگر روح طاہر اور مومن کی ہے تو آسمان کے ملائکہ جب اوسکا نام سنتے ہین ملایکہ قابض
کے ساتھ مرحبا کہتے ہوئے اوس روح کی جلو مین چلتے ہین اس طرح پر فلک بہ فلک زیر
عرش اوس روح کو حاضر خدمت قدس کرتے ہین اور وہ روح مشرف بسجدہ حق ہوتی ہی اور
حضرت حق سے ملایکہ کو حکم ہوتا ہے کہ اس روح کو بہ تعظیم اوسکے جسم کے پاس لیجاؤ وہ ملائکہ
اوس روح کو جسم کے پاس بہ تعظیم لئے ہوئے حاضر رہتے ہین جب تجہیز جسم ہوچکتی ہے اور اوس
جسم کو لوگ جنازہ کرکے دفن کے واسطے لے چلتے ہین ملائکہ قابض ارواح اوس روح مقبوض
کو جنازے کے ساتھ لے چلتے ہین جب جسم کو لوگ قبر مین اوتارتے ہین ملایکہ روح کو اوسی
قبر مین اوتار دیتے ہین اور قبر مین اوتارنے والے آدمیون کے ساتھ ملائکہ بھی اوس روح
کو جسم کے ساتھ چھوڑکر نکل آتے ہین دفن کے بعد منکر نکیر دو فرشتے ہین وہ سوال کے واسطے
آتے ہین اور روح کو جسم مین داخل کرتے ہین اور پوچھتے ہین کہ تیرا معبود کون ہے اور یہ
نبی یعنی حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جو کہ کافہ خلق پر رسول مبعوث ہین اونکے حق
مین تو کیا کہتا ہے اگر روح خبیث ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ مجھکو نہین معلوم جو اور لوگ اونکے
حق مین کہتے تھے مین بھی وہی کہتا تھا پھر منکر نکیر اوسکو سختی سے لتاڑتے ہین اور اوسکی قبر مین

جہنم مین سے ایک روزن کہول دیتے ہین کہ اوس روزن سے ہواے گرم اور تپش دوزخ کی پہونچتی ہے اور زمین خوب دباتی ہے یہان تک بائین پہلو کی پسلیان داہنے پہلو کی پسلیون مین اور داہنے پہلو کی پسلیان بائین پہلو کی پسلیون مین گھس جاتی ہین اور اوس روح کو سجین مین کہ ایک مقام ہے ساتون طبقے زمین کے نیچے جگہہ تنگ ہے اور وہ مقام بہت تنگ اور بہت متعفن ہے اور ٹاٹ کا لباس پہنا کر اوسمین قید کرتے ہین اور اگر روح ساتھہ اسکے قبر مین جسم سے بہی متعلق رہتی ہے اور سختی قبر بہی اوٹھاتی ہے اور اگر روح بعد دفن کے منکر نکیر اوس سے بہی صورت حسین بنکر وہی سوال کرتے ہین یعنی روح کو جسم مین داخل کرکے پوچھتے ہین کہ معبود تیرا کون ہے اور اس نبی رسول الثقلین کے حق مین تو کیا کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ معبود میرا اللہ ہے اور یہ رسول برحق ہین اور مین انکی امت مین ہون پس منکر نکیر اوسکو بآسائش بٹھا دیتے ہین اور اوسکی قبر مین جنت سے ایک دریچہ کو کہول دیتے ہین کہ اوس دریچے سے خوشبو اور ہواے خوب اوسکو پہونچتی ہے اور قبر کشادہ ہو جاتی ہے پھر بعض اونمین سے مثل دولہن کے قبر مین سوتے رہتے ہین یعنی آسایش سونے کی پاتے ہین اور غفلت نہین ہوتی جیسے دولہن آسایش مین لٹائی جاتی ہے اور غافل نہین ہوتی اور بعض اونمین سے نماز اور تسبیح مین مشغول ہوتے ہین اور بعض کے پاس حور بہشت کی آتی ہے اور اون سے باتین کرتی ہے پھر جب اوٹھنے لگتی ہے وہ اوسکو مانع ہوتے ہین اور اوسکے گلے کا مالا پکڑ لیتے ہین مالے کا ڈورا اوٹ جاتا ہے موتی اوسکے قبر مین بکہر جاتے ہین حور اپنے مالے کے واسطے نالان ہوتی ہے پھر وہ دونون موتی چننے لگتے ہین اسی کیفیت مین رہین گے کہ ناگاہ حشر ہو جاوے پھر سمجہنا چاہیے کہ اس جہان مین روح کی تنگی اور رہنا اپنے جسم مین رہتا ہے اور اوس عالم مین روح خبیث کو باوجود تعلق جسم کی بطریق کشیدگی عذاب کے قبر سے سجین تک کہیچا اوٹھانا ہوتی ہے اور وہ ایک مقام ہے ساتون زمین کے نیچے بطریق گڑھے کے نہایت تنگ اور بدبو اور لباس اوسمین ٹاٹ کا رال سے لپا ہوا ملتا ہے اور وہ سب طرف سے بند ہوتا ہے روح اودہر کیفیت عذاب قبر سے متصدم اور ادہر تنگی حبس سجین سے متالم رہتی ہے اور روح

طاہر صالح کو کشادگی بطریق انبساط کے ہوتی ہے کہ جسم کے ساتھہ تعلق کامل ہوتا ہے قبر مین
رہتی ہے اور ساتھہ اسکے علیین تک پہیلی رہتی ہے اور وہ ایک مقام ساتوین آسمان کے اوپر
بہت وسیع اور ٹھنڈا خوشگوار ہے اوسمین لباس حریر اور دیبا کا اوسکو ملتا ہے اور وہہ لذائذ
قبر اور ہر آسایش و وسعت علیین مین خوش اور مطمئن رہتی ہے اور اہل قبور کو اپنے کی وسعت
بہت حاصل ہوتی ہے کہ جو قبر پر جاتا ہے اوسکی جوتی کی آواز اور پاؤن کی چاپ سنتے ہین اور
جو پڑہتا ہی یا کہتا ہی گو آہستہ ہو سنتے ہین اور دور سے جو خطاب اونکی طرف ہوتا ہی اوسمین متعلقین کا خطاب التفات
اور تعلق کی وجہ سے ہر وقت سن لیتے ہین اور غیر متعلقین سے التفات کیوقت سنتے ہین اور جواب بہی دیتے ہین
لیکن اس عالم کی لوگون کو اونکا جواب سننے کی طاقت نہین اور فیوض اہل قبور صالحین سے جاری ہین
اور اس جہان کے لوگ جو کچہہ خیرات اور عبادات نفل کا ثواب اہل قبور کو بخشتے ہین اونکو پہونچتا
ہے اور اونکو معلوم ہوتا ہے کہ فلان شخص نے اس قسم کے ثوابکا ہمکو ہدیہ بہیجا ہے اور جو اس
جہان سے مرکر جاتا ہے جس گروہ مین ہے اوس گروہ سے ملاقات اور شناسائی ہوتی ہی
اگر اہل سجین سے ہے اون سے ملاقات ہوتی ہے اور باہم پہچانتے ہین لیکن بسبب گرفتاری
آلام سجین کے استفسار احوال سے قاصر رہتے ہین اور اگر اہل علیین سے ہے تو بہی ملاقات ہوتی ہی
اور پہچانتے ہین اور اپنے متعلقین کا احوال استفسار کرتے ہین اگر اوس وارد حال نے اون پسماندگان
مین سے کسی کی موت کا حال بیان کیا کہ وہ مر گیا اسنے ہمین ملا ہے او سپر تاسف کرتے ہین
یا اگر یہہ حال بیان کیا کہ دنیا کے امور مین بالکل پہنسا ہوا ہے تو ملول ہوتے ہین پس اگر بسبب
توغل دنیا کے کوئی بڑا دبی مغطین بارگاہ حق سے مذکور کرتا ہے تو اوس بے ادب کے حق
مین بد دعا کرتے ہین اور اگر فقط ارتکاب معاصی حفظ آداب کے ساتھہ سنتے ہین تو دعاے نجات
کرتے ہین اور سمجھنا چاہیے کہ جو شخص جنگل مین مر گیا اور جسم اوسکا جانور کہا گئے یا جسم گل کر خاک
ہو کر ہوا مین اوڑ گیا یا آگ مین جلا دیا گیا یا دریا مین بہا دیا گیا اوسکے حق مین بہی معاملات قبر
ہوا مین اور حدت آتش مین اور جانورون کے پیٹون مین ہوتے ہین اس جہان کی لوگونکو

تمامی اہل جگہے قبور کا حاصل نہین اور چونکہ روح کو بعد موت کے ایک کیفیت صفا اور وسعت
کی حاصل ہوتی ہے اور جسم بوسیدہ او رزائل اس جہان کے پہوڑے اور گلے ہوے زخم
کے حکم مین رائیگان ہوتا ہے اور جسم کا بقیہ روح کے ساتہ بکمالہ ایسا متعلق رہتا ہی جیسے
دنیا مین بقیہ جسم روح سے متعلق رہتا ہے اور وہ بقیہ توابع روح مین ہو جاتا ہے اور قبر
بمنزلہ جسم کے ہو جاتی ہے پس جو معاملات کہ زندون کے جسم کے ساتہ کرنے مین روح کو
ایذا ہوتی ہے اسی طرح دفن کے بعد قبر کے ساتہہ وہ معاملات کرنے سے روحکو ایذا ہوتی
ہے اور جو معاملات زندہ کے ساتہ کرنے سے باعث فرحت روح ہوتی ہین وہ قبر کے
ساتہ کرنے مین بہی باعث فرحت روح ہوتے ہین پس جو جو تعظیمات کہ حالت حیات مین اہل قبور
کے واسطے عمل مین آتے تہے قبور کے ساتہہ اونکا حفظ لازم ہے لیکن جو تعظیم ممنوعات شرع
سے ہو وہ ہر وقت مین ممنوع ہی پس بنانا قبر پختہ کا واسطے نشان باقی رہنے کے درست ہے گو اومین بہی صورت
تکلیف کی بظاہر معلوم ہوتی ہی جیسے اصلاح جسم کی پہوڑا چاک کرنا اور اوسپر مرہم لگانا ظاہر مین سبب تکلیف ہوتا ہی واسطے
اصلاح جسم کی اور حفاظت صحت کو درست اور پسندیدہ ہی اور اہل قبور سے زندونکو فیض اور تعلیم باطنی حاصل ہونا او زندونکے
خو ہین او نکی دعا قبول ہونا او زندونسے خیرات اور حسنات کا ثواب اہل قبور کو پہونچنا حق ہی اور زیارت قبور زائر کیواسطے
اہل قبور سے تقرب حاصل ہونیکا باعث ہوتا ہی اور اہل قبور زائر کی طرف متوجہ ہوتی ہین اور زائر کیواسطے دعاء خیر کرتی ہین
اور اگر اپنے مقام سے ایصال ثواب کرے یا اونسے دعا طلب کرے تو بہی ہو سکتا ہی اور ثواب اونکو پہونچتا ہی اور اونکا ارواح
کا تعلق اوسکی طرف ہوتا ہی لیکن حرکت کرکے او نکی قبر تک جانا البتہ موجب زیادت تعلق ہوتا ہی اور اعتقاد کرنا چاہیے
کہ آخر زمانہ مین تسلط کفار عیسائی کا تمام عالم مین ہو جائیگا مگر تین بقعہ محفوظ رہین گے مکہ معظمہ
مدینہ منورہ طائف کہ ان مواضع پر حصار ملائکہ علیہم السلام ہوگا اور دخول کفار کا بطریق تسلط
نہو سکیگا بعد اوسکی اوسی عملداری کفار مین ظہور دجال ہوگا اور وہ خدائی کا دعوی کرے گا اور یہ سب
کفار اوسکے مطیع ہوجاونگے وہ وقت نہایت سخت ہوگا اسواسطے کہ دجال سے استدراجات
عظیمہ واقع ہونگے لیکن اللہ تعالی ایمان والون کے حفاظت کے واسطے اوسکے ناحق

ہونے پر ایک دلیل قائم رکہے گا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام پہلے سے اوس زمانے
کے قریب مکہ معظمہ مین پیدا ہون گے اوسی زمانہ دجال مین کعبے مین چالیس ابدال طواف
کرتے ہوے حضرت امام کو پہچانینگے اور اون سے بیعت امامت کرین گے اور اسوقت حضرت
امام مہدی علیہ السلام کی عمر چالیس سال کی ہوگی پہر سب حاضرین مکہ مشرف بیعت ہوئینگے
پہر حضرت امام مہدی علیہ السلام مکے سے بیت المقدس کو تشریف لیجاینگے اور تسلط
دجال کا شدید ہوگا یہانتک کہ امام کو اور اونکی قوم کو دجال بیت المقدس مین گھیر لیگا پہر عیسے
علیہ السلام بیت المقدس کے منارہ شرقی مین نزول فرماوین گے اور وہ وقت عصر کا ہوگا
اور اقامت نماز کی ہوچکی ہوگی کہ امام مہدی علیہ السلام حضرت عیسی علیہ السلام سے امامت نماز کی درخواست کرینگے
حضرت عیسی علیہ السلام شریعت محمدی کے لحاظ سے امامت نکرین گے اسواسطے کہ امام قوم
امامت کے واسطے احق ہے اگرچہ اوسکو کوئی افضل بہی اوسے آجاوے ہرچند کہ حضرت عیسی
علیہ السلام حیثیت نبوت سے حضرت امام مہدی علیہ السلام سے افضل ہین لیکن اوسوقت
حضرت عیسے علیہ السلام اوپر سے تشریف لاوین گے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام پہلے
سے امام قوم ہون گے انکی حقیت امامت کے لحاظ اور اپنے اتباع ملت محمدی کے اظہار
کے واسطے حضرت عیسی علیہ السلام امامت سے عذر کرینگے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام
حضرت عیسے علیہ السلام کے منصب نبوت کی عظمت ظاہر کرنیکو مبالغہ کرکے حضرت عیسی علیہ السلام کو امام
کرین گے اور امام مہدی علیہ السلام خود مقتدی ہونگے بعد اوسکے حضرت عیسے علیہ السلام اور
نمازون مین امام مہدی علیہ السلام کی اقتدا اسواسطے کیا کرینگے کہ یہ بات ظاہر ہوجاے کہ
وہ متبع شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہین اور بعض علما کہتے ہین کہ حضرت عیسی
علیہ السلام امامت نکرین گے اور امام مہدی کی اقتدا کرینگے پہر اور اوقات مین حضرت عیسی
علیہ السلام ہی کبہی امامت کرین گے بعد اوسکے دجال سے مقابلہ کرین گے اور ایک ہی
حملے مین دجال کو مارین گے پہلے حضرت عیسی علیہ السلام کا نام سنتے ہی دجال رعب مین

اگر گہلے گا جیسے پانی مین نمک گہلتا ہے چند روز کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام وفات فرماوینگے بعد اوسکے یاجوج ماجوج ظاہر ہونگے یہ دو قبیلے ہین اونکی اصل مین اختلاف ہے بعض روایت کرتے ہین کہ یافث بن نوح کی اولاد مین ہین اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سوتے مین احتلام ہوگیا تہا اور نطفہ اونکا مٹی مین مخلوط ہوگیا تہا اوس سے یاجوج اور ماجوج پیدا ہوے اونمین بعضون کے قد بہت بڑے چار سو گز کے ہین اور بعضون کے قد بہت چہوٹے ایک ایک بالشت کے اور کان اون سب کے بہت بڑے ایسے کہ ایک کان کو بچہاتے ہین اور دوسرے کو اوڑہتے ہین اور اونکے دانت کتون کے دانتون کے ایسے ہین زمانہ سابق مین بہی خلایق کو بہت ایذا دیتے تہے حضرت ذو القرنین نے اونکے اور دوسرے آدمیون کے درمیان مین دیوار جانب شمال انتہاے آبادی پر بنایا اور پیتل گلا کر قایم کردی وہی سد سکندری کہلاتی ہے وہ ہمیشہ شب کے وقت اوس دیوار کو یاجوج ماجوج دانتون سے کہودتے ہین جب صبح ہوجاتی ہے تو باہم کہتے ہین کہ اب رہنے دو کل پہر کہودینگے اللہ تعالی اوس دیوار کو اس عرصہ مین ویسی ہی بدستور کردیتا ہے یہانتک دجال کے ہلاک ہونے کے بعد ایک مرتبہ صبح کو انشا اللہ تعالی کہکر کہدینگے کہ کل کہودینگے وہ دیوار انشاء اللہ تعالی کہنے کی برکت سے پوری نہوگی بقیہ باقی رہیگی کہ دوسری شب کو وہ اوسکو بہی کہود ڈالینگے اور آبادی مین آجائینگے آدمیون کو بہت ستائینگے اور درندے کے طور پر جانورون کو اور آدمیون کو پہاڑ پہاڑ کہائینگے اور تیرون اور نیزون سے بہی مارینگے پہر اللہ تعالی سے حضرت عیسی علیہ السلام انکے دفع کی دعا کرینگے اونکی دعا کی برکت سے اللہ تعالی اپنے قہر سے یاجوج ماجوج کو بالکلیہ غارت کردیگا پہر حضرت عیسی علیہ السلام نکاح کرینگے اور اونسے ایک لڑکی پیدا ہوگی اور وہ جوان ہوکر ایک مرد صالح سے منکوح ہوکر حضرت عیسی علیہ السلام کے روبرو مرجائیگی اوسکے بعد جب حضرت عیسی علیہ السلام کو اوترے ہوے چالیس سال ہوجائینگے تو وہ وفات فرماوینگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے

روضہ شریف مین مدفون ہونگے لیکن اس امر مین اختلاف ہے کہ امام مہدی علیہ السلام پہلے وفات
کرین گے ویا عیسے علیہ السلام بعضون کے نزدیک عیسے علیہ السلام پہلے وفات فرماوینگے لیکن
قول اول اصح ہی اور قول ثانی بہی خلاف اہل سنت ہنین ہے بعد اوسکے مسلمان مرجاینگے اور
قرآن شریف اوٹھہ جائیگا یہان تک کہ دلون سے بہی اوٹھہ جائیگا اور کعبہ بہی اپنے مقام سے
بآفات خبیثہ منہدم ہوجائیگا پہر بعد اوسکے دین مین ضعف ہوتا جائیگا یہان تک کہ ایک وقت
ہوگا کہ اکثر لوگ یہ کہین گے کہ ہمارے زمانے مین کچہ لوگ تہے کہ وہ اللہ کہتے تہے تاہم چیدہ
چیدہ امت محمدی کے عابد لوگ باقی رہین گے کہ ناگاہ حادثات مہیبہ بکثرت اور متواتر
واقع ہونے کی وجہ سے تمام خلق قیامت آنے کی دعا کرنے لگے گی پہر ایک مرتبہ آفتاب غروب
کرکے تین شبانہ روز کی مدت کی مقدار تک طلوع نکریگا اور مہتاب بہی طلوع نکریگا تاریکی شب محیط عالم
ہوگی اور آسمان اور ستارے اپنی حرکت سے باز رہین گے یہان تک کہ تہجد گذار اپنی نیند پوری
کرکے اوٹہین گے اور ستارون کو جس جگہہ چہوڑکر سوے تہے اوسی جگہ پائین گے جب بہت دیر گذریگی
متحیر ہوکر عبادت ادا کرینگے اور تمام خلق مضطر اور پریشان ہوگی تین شبانہ روز کی مقدار گذرنیکی
بعد جانب مغرب سے آفتاب اور ماہتاب دونون بے نور طلوع کرین گے اور تا خط نصف النہار
عروج کرینگے پہر حضرت جبرئیل علیہ السلام بحکم الٰہی آفتاب اور ماہتاب کو پہیر لیجائین گے
اور دروازہ توبہ سے کہ جانب مغرب مین ہے غروب کرینگے اور دروازہ توبہ کا بند ہوجائیگا پہر
توبہ باقی نرہے گی جو جس حالت پہر اوسی حالت پر رہے گا نہے نصیب صالحون گے کہ اپنی صلاح
پر ہونگے واے بر حال عاصیون کے کہ قعر دریاے گناہ سے ساحل نجات پر پہونچینگے گو توبہ کرتے
رہین والعیاذ باللہ دوسرے روز ایک زلزلہ زمین مین پڑے گا کوہ صفا جانب مشرق سے
داہنی طرف کعبے کے شق ہوجائیگا اوسمین سے دابۃ الارض ایک جانور نکلے گا اوسکا چہرہ
بصورت انسان ہوگا اور سر پر سینگ نیل گاو کے ایسے یا بارہ سنگے کے مثل اور گردن گہوڑیکی
سی ایال دراز اور پیٹہ ہرن کی اور دم گاو کی اور ہاتہ بندر کے اور پاون اونٹ کے اور

بفصاحت تمام کلام کرے گا ایک ہاتھ مین عصاے موسی علیہ السلام دوسرے ہاتھ مین
انگشتری سلیمان علیہ السلام لیے ہوے بسرعت تمام عالم دنیا کی سیر کرے گا کہ چال مین اوسکو
کوئی دوڑنے والا ہرگز نپا سکے گا اور نہ اوس سے بھاگ سکے گا آدمیون مین جو ایماندار ہوگا
اوسکی پیشانی پر عصاے موسی سے ایک نشان نورانی کردے گا کہ چہرہ اوس مومن کا
روشن بارونق ہو جائیگا اور جسکے ایمان مین فساد یا اولین نفاق یا کفر ہوگا اوس خبیث کی
گردن ناپاک پر مہر سلیمانی سیاہ چھاپ دے گا کہ اوس سے وہ خبیث نہایت تیرہ و سیاہ
ہو جائیگا بعد اوسکے دابۃ الارض غائب ہو جائیگا اور یہ دابۃ الارض قبل طلوع آفتاب کے
مغرب سے پہلے یمن مین نمودار ہو کر چھپ جائیگا دوسرے بار ملک نجد مین نمودار ہو کر پوشیدہ
ہوگا اسکا چرچا زبان زد خلائق ہوگا بعد اوسکے تیسری بار مغرب سے آفتاب طلوع ہونے
کے بعد کوہ صفا سے ظاہر ہوگا پھر آفتاب بدستور طلوع و غروب کرنے لگے گا پھر دابۃ الارض
کے نکلنے سے تھوڑے زمانے کے بعد کہ گھوڑے کا بچہ سواری کے قابل ہونے پائیگا
نفخ صور ہوگا اور یکایک کل اہل زمین کسی حالت مین ہون گے ایک ہی آن مین آواز صور کی
سنکر مر جاتین گے بعد اوسکے اللہ تعالی زمین کے ساتون طبق پھیلا کر باہم ملا یکہ سے
پیوند کروائیگا اور دوزخ کو اوپر چڑھا کر بائین جانب جنت کے قایم کرے گا اور درمیان مین
دیوار پل صراط کی فاصل کرے گا پھر تمام اموات زمین کو نفخ صور کرکے حشر کریگا اس طور پر کہ
حضرت اسرافیل علیہ السلام کے زندہ ہونے کے سبب سے دوسرا نفخہ صور کا ہو جائیگا
اور اموات اہل زمین بھی اوسی نفخے سے اپنے مقامات پر زندہ ہو جائنیگے بعد اوسکے تیسرا
نفخہ صور ہوگا کہ تمام اہل زمین اوٹھ کھڑے ہونگے پہلے سب سے حضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم حلہ بہشتی پہنے ہوے اوٹھین گے شیخین کے ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے ہوے پھر حضرت ابراہیم
علیہ السلام اوٹھین گے بعد اوسکے اونھین لباس پہنایا جائیگا سب برہنہ اوٹھین گے اور
ایسا انتشار ہوگا کہ اپنے انتشار کے سبب سے اپنی برہنگی کی تمیز نہوگی اور اللہ تعالی خود تحقیقات اعمال

خلائق کے مسند قضا پر مستعد ہوگا پہلے آفتاب زمین کے قریب اوترے گا کہ زمین سے سوا نیزے کا فاصلہ رہے گا اوسکی طپش سے خلائق کا پسینا جاری ہوگا اور سا اپنے اپنے عرق ندامت مین غرق ہون گے اپنے اعمال بد کے موافق بعضے ٹخنون تک اور بعضے گھٹنون تک بعضے کمر تک بعضے سینے تک بعضے گردن تک بعضے ٹھڈی تک بعضے ہونٹون تک بعضے ناک تک بعضے آنکھون تک بعضے بالکل غرق ہون گے اوسوقت لواے محمود حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا استادہ ہوگا اوسکے دو پھریرے ہونگے ایک جانب شرق اور ایک جانب غرب پھیلے ہون گے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آفتاب کے پہلو پر اوس لوا کے حامل ہونگے اور باقی خلفاے ثلاثہ امت شریف کو متفرق گروہون سے چھانٹ چھانٹ کر اوس لوا کے نیچے لائینگے وہ لوا امت محمدی اور آفتاب کے درمیان مین حائل ہوگا اونکو آفتاب کی طپش بتصدق حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے نہ پہونچے گی فالحمد للہ بعد اوسکے حساب وکتاب اعمال کا جاری ہوگا کفار کو سینہ چاک کرکے بایان ہاتھ اونکی پشت کیطرف سے نکالکر اونکے نامہ اعمال اونکو دیے جائینگے اور اوسوقت وہ اپنے اعمال دیکھکر اپنے واسطے ہلاکت مانگین گے کچھ بکار آمد نہوگا اور مومنین کو بغیر سینہ چاک کئے ہوئے داہنے ہاتھ مین نامۂ اعمال دیئے جائینگے اوسمین حسنات اور سیات لکھے ہون گے اور میزان یعنے ایک ترازو وزن اعمال کے واسطے کنارہ عرش مین لٹکائی جائیگی اوسمین مکتوبات اعمال کے تولے جائینگے جسکی کتاب مین اعمال سیات کے بھاری ہون گے وہ دوزخی ہے اور جسکی کتاب مین حسنات کی بھاری ہونگی وہ جنتی ہے اور پہلے اگلی امتونکا حساب وکتاب ہوگا اوسوقت انبیا علیہم السلام اور ملائکہ خائف اور نفسی نفسی کرتے ہون گے اوس زمانے مین ایک گروہ امت محمدی کا کرسیون پر بیٹھا ہوا تبسم کرتا ہوگا ملائکہ متحیر ہوکر جناب حق جل وعلا سے پوچھین کہ یہ کون لوگ ہین اگر زمرۂ انبیا سے ہوتے تو رسل اولوالعزم اسوقت منتشر الحال ہین انکو تبسم کہانسے آیا اور اگر زمرۂ ملائکہ مین ہوتے تو ہم ملائکہ مقربین مضطراب ہین یہ مطمئن کیونکر ہوتے ارشاد ہوگا کہ یہ عشاق ہمارے حبیب کے ہین انکو جنت اور دوزخ سے سروکار نہین فقط مشتاق دیدار محبوب مین ہین

اور وہ اسوقت حاصل ہے اسلئے مطمئن تبسم کرتے ہین اس امر سے اونکو انبیا علیہم السلام
پر تفضیل نہین ہو سکتی ہے اسواسطے کہ تنگی حوصلہ کے سبب سے عشق کے ذوق مین لذت دیدار حبیب
سے ہیبت اور لطف الوہیت سے بیخبر ہو کر مطمئن ہو جاینگے اور اپنی لذت اور الم سے تو غرض
نہین رکھتے ہین اور انبیا علیہم السلام کمال وسعت حوصلہ کے سبب سے باوجود لذت دیدار محبوب
کی ہیبت اور لطف اور جمیع صفات کا لحاظ رکھین گے چونکہ غلبہ ظہور صفات جلالیہ کا حیثیت
قہر اور مواخذہ سے نمودار ہوگا بلحاظ ہیبت کے منتشر ہونگے پھر اگلے انبیا کے زمانہ کے
کفار سے سوال ہوگا کہ ہمارے انبیا نے تمکو احکام پہونچائے تمنے قبول نکیا وہ انکار کرینگے
اور یہ کہینگے کہ انبیا نے ہمکو ہرگز احکام نہین پہونچائے اونکے الزام کے واسطے حق جلشانہ انبیا
سے پوچھیگا وہ کہین گے کہ ہمنے انکو احکام پہونچائے اونھون نے نمانا اوسکی عوض مین ہمکو ایذائین
دین یہ کفار اوسطرح بھی انکار کو سخت کرینگے اور انبیا سے طلب شہادت کرینگے وہ انبیا امت محمدی کو اپنا شاہد قرار دینگے
اور یہ امت اونکی صداقت کی گواہی دیگی وہ کفار اس امت سے کہین گے کہ تم اوسوقت مین پیدا
نہین ہوے تھے کیسی گواہی دیتے ہو یہ امت اونکے جواب مین کہیگی کہ ہم پر جو کتاب قرآن شریف
نازل ہے اوسمین تصدیق اس دعوی انبیا کی مرقوم ہے ہمکو وہ سند دید سے زائد ہے اور اوسکی
گواہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنی امت کی صداقت کی گواہی
دینگے بعد اوسکے اگلے انبیا کی امتون کے بعض لوگ جب شان تحقیقات حضرت حق دیکھین گے
باہم صلاح کرین گے کہ اسوقت بغیر کسی سفارش کے چھٹکارے کی صورت نہین ہے حضرت
آدم علیہ السلام کے پاس چلا چاہیے کسواسطے کہ وہ اول انبیا از ابتدا بہشت دنیا کے ہین اور کل
بشر کے باپ ہین شاید اونکی سفارش مسموع ہو جاوے اور ہمارے کام آوے یہ صلاح ٹھہرا کے حضرت
آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر طالب سفارش ہونگے حضرت آدم علیہ السلام فرماوینگے کہ ہمکو
جنت مین بسبب خطاے اجتہادی کے لغزش ہوئی یعنی گردانہ درخت ممنوع کھانا [illegible] اگر آج
اللہ تعالی پرسش اسکی کریگا مین کیا جواب دونگا مجھکو اپنے نفس کے چھٹکارے کی فکر ہے

تمھاری سفارش کون کرے تم نوح علیہ السلام پاس جاؤ کہ اللہ تعالی نے اونکے بپاس خاطر ایک
دعا سے ہزارہا خلقت اہل زمین کو دریائے طوفان مین غرق کیا کیا عجب ہے کہ آج اونکی سفارش
سے تمھاری صورت نجات ہو جائے وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہو کر استدعائے
سفارش کرین گے حضرت نوح علیہ السلام فرماوین گے کہ مینے بغیر اذن الہی کے اپنی بیٹے کنعان
کے واسطے دعائے نجات کی تھی اور وہ میرے اہل سے نتھا اگر آج اللہ تعالی جل شانہ مجھسے
سوال کریگا تو کیا جواب دونگا مین اپنی ہی نجات کی فکر مین ہون تم حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے پاس جاؤ وہ خلیل اللہ ہین شاید کہ اونکی سفارش بکار آمد ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہینگے
کہ مینے تین کلام شبیہ کذب کہے تھے اگر آج اللہ تعالی جل شانہ پوچھیگا تو مین کیا جواب دونگا
مجھکو اپنی ہی فکر ہے تم حضرت موسی علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ اونسے اللہ تعالی نے کلام بلاواسطہ
کیا ہے شاید آج اونکی سفارش نافلی حضرت موسی علیہ السلام کہین گے کہ مین نے قبطی کو
طمانچہ مارا تھا وہ مر گیا اگر آج اوسکا سوال ہو تو کیا جواب دونگا مجھکو اپنی ہی فکر ہے تم حضرت عیسی
علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ اونکو اللہ نے روح اللہ کا خطاب عطا فرمایا ہے شاید آج اونکی
سفارش مقبول ہو حضرت عیسی علیہ السلام کہینگے کہ میری امت نے مجھکو شریک شان الوہیت کیا ہے
اگر آج اوسکی مجھسے پرسش ہو تو مین کیا جواب دونگا اپنی ہی مجھکو فکر ہے تم حضرت محمد الرسول اللہ
صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کہ وہ سردار انبیا اور محبوب حق ہین اونکی
سفارش بیشک منظور ہوگی اور یہ ایک دوسرے پر انبیائے سابقین کا حوالہ کرنا بنظر علو مرتبت اور
عظمت شان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ہے کہ حضرت آدم سے حضرت موسی
علیہ السلام تک دوسرے نبی کیطرف امم سابقہ کے گناہگارون کو بھیجتے رہے باین لحاظ کہ ایسے
جلیل الشان کو ان حقیر گناہگارون کے مقدمات مین کیا تکلیف دین مگر حضرت عیسی علیہ السلام
نے جب اولوالعزم رسل سابقہ کا عذر معلوم کیا اور بعد اونکے کوئی اور نبی سوائے آنحضرت صلی اللہ
علیہ و علی آلہ وسلم نہین ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے بڑھکر کوئی مقرب اور محبوب

حق اور کامل النبوت نہ پایا جاوا اون بیچارونکی کامیابی کی صورت سوا انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف
اونکو راہ نہ بتائی جب وہ لوگ حاضر خدمت شریف ہو کر عرض کرینگے انحضرت صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم بے تکلف اوٹھ کھڑے ہونگے اور تین سجدون مین اون لوگون کی آمرزش جناب
الٰہی سے کرا لینگے بعد اوسکے امت مرحومہ حضرت محمدی کا حساب شروع ہوگا اول انحضرت صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم خلفاے راشدین کو حکم فرماینگے کہ اپنے اپنے تابعین کو ڈھونڈھکر اس لواے
معقود کے نیچے حاضر کرو اور وہ اپنے مریدین کو کہینگے کہ تم اپنے اپنے مریدین کو تلاش کرکے
لاؤ اسی طرح تا بقیامت جتنی شیوخ ہوئے ہین اوسوقت اپنے اپنے مریدونکو اپنے اپنے
ساتھ لیکر اپنے اپنے پیرون کے پاس حاضر ہونگے یہانتک کہ خلفا اپنے اپنے مریدون کو
اور اونکے توابع کو اپنے ساتھ لیکر زیر لواے معقود حاضر ہونگے بعد اوسکے اللہ تعالی ستر
ہزار آدمیون کو امت محمدی سے بیحساب بخش دیگا اور اون ایک ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار ہونگے
پھر کچھ لوگون کو وصف ستاری سے حساب و کتاب کریگا اس طور پر کہ اونکے گناہ صغیرہ کے بڑے
بڑے دفتر ہونگے و اونکے حوالے کرے گا اور گناہ کبیرہ کو مستور کرے گا او نمین سے
ہر ایک متحیر ہوگا کہ میرے گناہ کبیرہ بہت ہین اوسکے دفتر ہنوز ملے ہی نہین اس صغیرہ کے
تو اتنے دفتر ہین اون کبائر کا کیا کچھ بوجھ ہوگا اور نیکی میری کوئی نہین ہے انجام کیا ہوگا
ارشاد ہوگا کہ تم نہ گھبراؤ ہم ایک پرچہ نیکی کا تمکو دیتے ہین وہ اپنے دلون مین کہینگے
کہ ان دفترون کے مقابل ایک پرچہ کیا کام آویگا جناب الٰہی ایک پرچہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول
اللہ لکھا ہوا اونکو عنایت کریگا اور میزان کے ایک پلے مین وہ دفتر گناہون کے رکھے گا
اور دوسری پلے مین پرچہ کلمہ طیبہ کا رکھیگا اور کلمہ طیب کا پلہ بھاری کرکر ملائکہ سے کہے گا کہ دیکھو میرے اس بندہ کی
نیکیان بہت ہین اور گناہ کم ہین اسکو جنتیون مین شمار کرو پھر باقیون کا حساب ہوگا جنکی اعمال نیک بہت
ہونگے اونکو جنتیون مین شمار کرے گا اور جنکے اعمال بد زائد ہین اونکو دوزخیون مین شمار
کریگا پھر نیکون کے صف ایکجانب مجمع کی جاویگی اور بدکار امم سابقہ کے شفاعت کئے ہوئے

ایکطرف ہونگے اور گناہگار امت مرحومہ کے جو شمار دوزخیون مین ہوے ہین ایکطرف ہونگے
الحاصل شفاعت کبریٰ بالوجاہت اور تمام اقسام شفاعت کے بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی
آلہ وسلم کے واسطے حق اور ثابت ہین اقسام شفاعت دس ہین اول **شفاعت بالاذن**
وہ یہ ہے کہ مالک نے کسی گناہگار کو گرفتار کیا اور اوس گناہگار کو رہا کرنا منظور ہوا اوس
گناہگار کی اور دوسرے گناہگارونکی تہدید بہی اوسی گناہگار سے منظور ہوئی تو کسی اپنے
مقرب کو سفارش کے واسطے اشارہ کیا اپنے اوس اشارہ کے بموجب اوس مقرب کی
سفارش سے اوس گناہگار کو رہا کردیا اسمین مقرب کی عظمت دوسرون کے ذہنونمین آجاتی ہی
دوسری **شفاعت بالوجاہت** وہ یہ ہے کہ کسی مقرب نے کسی گناہگار پر رحم کرکی
مالک سے اوسکی رہائی کے واسطے درخواست کی وہ مالک اوس مقرب کے لحاظ عظمت
سے درخواست کو قبول کرکے اوس گناہگار کو رہا کردے اسمین یہ نہین کہ معاذ اللہ اوس
مالک کو اوس مقرب کا خوف ہوا ہو بلکہ امر یہ ہے کہ وہ مقرب چونکہ معظم ہے اور اوسکو مالک
نے عظمت دی ہے اوسکی سفارش نماننے سے کسر عظمت کا وہم پایا جاتا ہے کمال کرم
سے مالک اوس اپنی عظمت دی ہوئی کی کسر عظمت کا وہم بہی گوارہ نہین کرتا ہے
تیسری **شفاعت بالتقرب** وہ یہ ہے کہ کسی مملوک سے کچہ قصور خفیف لائق سزا
سرزد ہوا ہو لیکن وہ قاصر کسی مقرب بارگاہ سے تقرب اور نسبت رکہتا ہے تقرب خدمت
کا ہو یا تقرب محبت کا ہو یا تقرب انتساب کا مالک بپاس عظمت تقرب اوس مقرب کے
اس قاصر کے قصور سے درگذر کرے چوتہی **شفاعت بالقرابت** وہ یہ ہے کہ کوئی
گناہگار مقرب بارگاہ سے نسبت قرابت کی رکہتا ہے وہ مقرب مالک سے اپنی قرابت
کو ذریعہ اوسکی نجات کا پیش کرکے اوسکی مغفرت کے واسطے مالک سے سفارش کرے مالک نے
اوس مقرب کو جو کمال مرتبہ کی تعظیم اور تکریم عطا فرمائی ہے اوسکے لحاظ بپاس خاطر اوس
مقرب کے اوس گناہگار کو چہوڑ دے پانچوین شفاعت **بالمحبت** وہ یہ ہے کہ کوئی مملوک

کسی مقرب بارگاہ مالک پر اپنی جان وجسم ومال ومتاع وعزت وآبرو فدا کرتا ہے اور اوس
مملوک سے کوئی گناہ مالک کا ہو گیا اوس مقرب نے اپنی نسبت محبت اوس مملوک کے
مالک سے عرض کی مالک اوس مقرب کی خوشنودی اور تشفی کے واسطے اوس مملوک گناہگار
کو بخشدے **چھٹی شفاعت بالتوسل** وہ یہ ہے کہ ایک گناہگار متوسلین مقرب سے
توسل رکھتا ہے وہ متوسل اوس گناہگار کو اوس مقرب تک پہونچاوے مالک اوس مقرب کی
سفارش سے اوس گناہگار کو چھوڑ دے اور گناہ اوسکا معاف کر کے سر فراز کرے۔
ساتوین شفاعت بالکرامت وہ یہ ہے کہ مالک بپاس خاطر اپنے مقرب کے
اوسکے متعلقین گنہگارون کو اوس مقرب کی عظمت اور کرامت ظاہر کرنے کے واسطے بخشدے
آٹھوین شفاعت بالعنایت وہ یہ ہے کہ کسی مقرب کے متعلقین صالحین کے
سفارش سے اونکے ادنی متوسل گناہگار کو بخشدے **نوین شفاعت بالرحمت** وہ یہ ہے
کہ مالک اپنے مقرب کے متعلق بیگناہ کے سفارش سے باوجود ظاہر ہونے اطاعت کے
اوسکے متعلقین گنہگار کو بخشدے جیسے جو صغیر لڑکے اپنے مان باپ کے سامنے مرے
ہین اونکی سفارش سے اونکے مان باپکو اللہ بخشدیگا **دسوین شفاعت بالاعزاز**
وہ یہ ہے کہ کل گنہگارون کو تھوڑی سزا اور گرفتاری عذاب کے بعد بخشکر سرفراز کرے
اور کچھ نشان اون گنہگارون پر سزا پانی کا رکھے اور اظہار اعزاز مقرب کے واسطے
اوس مقرب کے ہاتھ سے اوس نشان سزا کو مٹا دے اور شفاعت اور نیکون کی بھی حق
اور ثابت ہے یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے علاوہ اور اچھے لوگ بھی بطفیل
حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم درباب گناہ صغیرہ وکبیرہ گناہگارون کی شفاعت
کرینگے اور اللہ تعالی قبول فرماویگا لیکن کافرون کی مغفرت نہوگی اور اونکی شفاعت
بھی کوئی نہین کریگا یہ مسئلہ قطعی اہل سنت وجماعت کا ہے اسکے انکار آدمی کو دائرہ اہل سنت
سے خارج کر دیتا ہے اللہ تعالی اسکے انکار سے محفوظ رکھے پھر اللہ تعالی حکم دیگا کہ اونکو

ابھی زمین پر اپنے اپنے مقامات پر ٹھہراؤ اور آفتاب اور ماہتاب کو طلب فرمائیگا
وہ ترسان و لرزان بے نور خوف الٰہی سے حاضر درگاہ ہونگے اور عرض کرینگے
کہ تو خوب جانتا ہے کہ ہمنے کوئی عصیان نہین کیا ہے اور طلوع ہمارا جو نافرمانون پر ہوا
ہے ہماری خوشی سے نہین ہوا ہے ہم مطیع حکم تھے گردش مین جو تحت طلوع آگیا ہوا ہمین
ہم مجبور ہین جناب الٰہی اپنے فضل و کرم سے اونکی عرض کو قبول فرمائیگا اور کہیگا کہ تم اپنے اس
قول مین سچے ہو جہان سے نکلے ہو وہین چلے جاؤ یہ متحیر ہوکر پوچھینگے کہ کہان ہم جائین ارشاد
ہوگا کہ اپنے تعین سے فنا ہوکر عرش سے ملجاؤ ایک شعاع نور اوٹھکر غائب ہوجائیگی
پھر اللہ تعالی آسمانون کو پارہ پارہ کرکے روئی کے گالون کی طرح پراگندہ کریگا اور
فنا کردیگا بعد اوسکے جنتیون کو حکم جنت مین داخل ہونیکا ہوگا وہ بترتیب حسب مراتب
دوزخ کے اوپر سے ہوکر پل صراط طے کرکے جنت مین داخل ہونگے اور پل صراط ایک
دیوار باریک درمیان جنت اور دوزخ کے ہوگی اوسکی دہار تلوار سے زیادہ تیز جو دین
منافق اور بظاہر مسلمان اوسپر گذرینگے گنہگار دوزخ مین گر پڑینگے اور مسلمان صحیح و
سلامت اوسپر سے گذر کر داخل جنت ہونگے بعد اوسکے دوزخیون کے واسطے ملائکہ
کو حکم ہوگا کہ انکو دوزخ مین لیجاؤ کفار عرض کرینگے کہ ہم واقف نہ تھے پھر ہمکو اوس
جہان مین بھیج تاکہ متابعت امر ادا کرین ارشاد ہوگا کہ وہان جاکر تم ویسا ہی کروگے اگر
اطاعت پر اہتمام کلی رکھتے ہو یہین فرمان برداری کرو وہ عرض کرینگے اب بیشک ہم
تابع فرمان ہین کچھ مطیعین کو اونمین ملاکر ارشاد ہوگا کہ دوزخ مین چلے جاؤ یہ حکم اطاعت مطیعین
اور تمرد متمردین کے ظاہر کرنے کو ہوگا پھر مطیعین خوشی سے بے تکلف دوزخ کی جانب
متوجہ ہونگے اوسی راہ سے اللہ اونکو داخل بہشت کردیگا اور متمردین اوسوقت
گھبراکر چلنے کا عذر کرینگے ارشاد ہوگا کہ یہان بھی تمنے اپنی خواہش نفس کو غالب کیا پھر
پھر اونکو اور دوسری امت کے بدکارونکو پیشانی کے بال پکڑ کر ملائکہ اوندھے منہ گراکر گھسیٹے ہوئے

دوزخ مین لیجائینگے اور چہرے اونکے سیاہ اور آنکھین نیلی ہوجائینگی اور دوزخ مین
اوندھے منہ اونکو ڈالدینگے بعد اوسکے اس امت کے گنہگارون کو آگے رکھکر دوزخکی
جانب ہانکتے ہوے لیجائینگے اور چہرے اونکے سیاہ اور آنکھین نیلی ہونگی حالت
اصلی پر ہونگے اور ایک مقام پر دوزخیون مین ٹھہرا دیے جائینگے عذاب دوزخسے
تکلیف پائینگے دوزخ کا حال یہ ہے کہ اوسکے سات طبقے ہین اون ساتون مین ایک
طبقہ جسمین سب سے کم عذاب ہے اوسمین اس امت کے گنہکار جائینگے اوسمین ستر ہزار دریاے
آتشین موج مارتے ہین اور ہر دریا مین ستر ستر ہزار سانپ اور ستر ستر ہزار بچھو ہین ہر ایک
سانپ کے ستر ستر ہزار سر ہین اور ہر سر مین ستر ستر ہزار منہ ہین اور ہر منہ مین ستر
ستر ہزار زبانین ہین اور ہر زبان مین ستر ستر ہزار تھیلیان زہر کی ہین کہ اگر ایک قطرہ
اوس زہر سے زمین پر گرے تو تمام پہاڑ اور زمین پانی ہو کر بہہ جائین اور ہر بچھو کے
ستر ستر ہزار دم اور ہر دم مین تین تین گرہ اور ہر گرہ مین ستر ستر ہزار تھیلیان زہر کی ہین کہ اگر
ایک قطرہ اوسکا زمین پر آ جاے تو تمام زمین اور پہاڑ راکھہ ہو کر اوڑ جائین جب تھوڑا زمانہ
اس امت کے گنہگارون کو اوسمین گذریگا اللہ تعالی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرمائیگا
کہ جا کر دوزخ کی سیر کرو اور میرے حبیب کی امت کے لوگ جو اوسمین ہین جو پیام حبیب
کی خدمت مین عرض کرین حبیب کو پہونچاو حضرت جبرئیل علیہ السلام دوزخ مین آ کر جب
اس طبقے کی سیر کرینگے اس امت مرحومہ کا حال دیکھکر پوچھینگے کہ تم کون لوگ ہو کسکی
امت مین ہو یہہ شدت عذاب کی سبب سے اپنے پیغمبر کا نام بھولے ہوے ہونگے اتنا کہینگے
کہ ہمارے پیغمبر پر پانچ وقت کی نماز اور ماہ رمضان کے روزے فرض تھے اور قرآن شریف
نازل ہوا تھا اور ہر سال مین ایک رات لیلۃ القدر ملی تھی کہ وہ ہزار مہینے سے افضل تھی
اوسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کہینگے کہ یہ تو احوال حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی
آلہ وسلم کی امت کا ہے حضرت کا نام سنتے ہی وا محمداہ وا محمداہ پکارینگے حضرت کا نام

زبان پر آنے سے دوزخ کی آگ سرد ہوجائیگی لاکن باوجود سرد ہوجانے دوزخ کے صدمہ
عذاب سے مضطر ہوکر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہین گے کہ ہمارا حال زار ہمارے پیغمبر
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مین عرض کرو حضرت جبرئیل علیہ السلام خدمت شریف مین حاضر
ہون گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اوسوقت مقام قرب مین عمامہ شریف باندہے
ہوے کرسی پر بیٹہے لذائذ محبت مین مصروف ہونگے کہ ناگاہ حضرت جبرئیل علیہ السلام خدمت شریف
مین امت پیغام اور حال زار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرین گے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم سنتے ہی عمامہ شریف اوتار کر رکھدین گے اور زیر عرش کھڑے ہوکر
احوال امت کا درگاہ حق تعالیٰ مین عرض کرین گے اور تین سجدہ انابت یعنی طلب مقصود کی
بجالائینگے یہی مقام شفاعت بالوجاہت کا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سجدہ
کرنا از قسم اداے مراتب عبودیت ہے طلب اذن شفاعت کے واسطے نہین اس واسطے
کہ اذن شفاعت کا اور امر استغفار امت کا قرآن شریف سے پہلے ہی ثابت ہوچکا ہے
اور وعدہ مغفرت کا یقینی ہوچکا ہے پھر حق تعالیٰ جلشانہ ارشاد فرمادیگا کہ تم خود بالاے جہنم
تشریف لیجاکر اپنی امت کے لوگون کو نکال لاو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تشریف
لیجاکر اون لوگون کو نکال لائینگے اور جنت مین داخل کرکے حوض کوثر سے نہلا کر آب کوثر سے
سیراب کرکے جنت مین اونکو سکونت دین گے اور کچھ لوگ بقیہ امت کہ جسم اونکے جہنم مین
جلکر راکھ ہوگئے ہونگے اور صداے یا حنان یا منان کے سوا اور کچھ نشان اجسام اون
سوختگان امت کا باقی نہوگا جناب حق جلشانہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرمائیگا
کہ کچھ لوگ ہمارے حبیب کے امت کے ہنوز جہنم مین باقی ہین اور ہمارا وعدہ حبیب سے
ہوچکا ہے کہ امتے لوگ بخشین گے کہ تم راضی ہوجاوگے اور حبیب کا عہد اسپر قرار پایا ہے
کہ اگر ایک بھی امت کا جہنم مین باقی رہیگا تو مین ہرگز راضی نہونگا اگر حبیب کو التفات اون
بقایاے امت کی طرف آجائیگا تو دل حبیب کو ملال حاصل ہوگا اور ہمارا ملال دل حبیب ہمارا

منظور نہین تم جاؤ اور مالک سے کہ داروغہ جہنم ہے کہو کہ اون لوگون کو دوزخ سے نکالدے مالک اوس طبقے کو تمام تلاش کریگا امت محمدی کو نپاے گا پھر جبرئیل علیہ السلام سے اگر جواب دیگا کہ سواے خاکستر کے مقام امت محمدی مین کچہ نہین پاتا ہون پھر دوبارہ اوسکو تلاش کا حکم ہوگا پھر تلاش کے بعد وہی جواب عرض کرے گا پھر سہ بارہ تاکیدا حکم تلاش ہوگا اور وہ حسب امکان تلاش کرکے وہی جواب اپنے عجز کا عرض کریگا پھر حق تعالی اپنی قدرت سے اوس بقیہ امت محمدی کو جہنم سے نکالکر حوض تسنیم مین غوطہ دیگا اونکے اجسام کامل ہوجاینگے اونمین سے ہر ایک کی پیشانی پر مکتوب ہوجائیگا هَذَا عَتِيقُ اللهِ اور وہ داخل جنت ہون گے سابقین اہل جنت مکتوب پیشانی کے سبب سے اونکو کہین گے کہ یہ جہنمی ہین اللہ نے اپنے فضل سے انکو جہنم سے نکالکر جنت مین داخل کیا ہے اونکو نجات کے بعد لقب جہنمی کا نہایت شاق ہوگا حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے خدمت شریف مین حاضر ہوکر عرض کرین گے کہ یا حضرت نجات کے بعد بہی نام جہنمیت کا زائل نہوا اور یہ بدنامی ہمکو دوزخ کا عذاب دیتی ہے اور لذائذ جنت سے کچہ خوشی نہین ہوتی حضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اونکو ساتھ لیکر حوض کوثر پر تشریف لیجاینگے اور اپنے دست پاک سے اونکی پیشانی آب کوثر سے دہلاینگے وہ نشان جاتا رہے گا پھر سب اہل جنت برابر ہوجاینگے اور اپنے حسب مراتب مقامات جنت مین پاینگے اپنے اپنے مقامات مین مسرور رہینگے اور دیدار الہی بچشم فائز ہونگے حسب مراتب تکرار دیدار ہوگی بعضون کو اونکی عمر دنیاوی کی قدر مدت کے بعد دیدار ہوا کریگا بعضون کو دنیوی سال بہر کے بعد بعضونکو مہینا بہر کی مقدار کے بعد بعضون کو ہفتہ بہر کے بعد بعضون کو شبانہ روز کے قدر فاصلہ کے بعد بعضون کو اوقات نماز پنجگانہ کے قدر دیر کے بعد اور عشاق کو برابر دولت دیدار ہوتی رہیگی بعد اوسکے جنت اور اہل جنت اور دوزخ اور اہل دوزخ کو فنا ہنوگی ہمیشہ اپنے کوائف پر باقی رہین گے یہ درجات اہل جنت فضل الہی سے حسب اعمال اور درکات اہل دوزخ کے عدل الہی سے حسب شامات گناہ بندون کو حاصل ہون گے پس جو شخص کہ

بیشک وشبہ اللہ تعالی خالق جمیع اشیا کا اور انکے افعال اور حالات کا ہے اور کوئی ذرہ
بغیر اوسکی مشیت اور ارادہ کے ہرگز ہل نہین سکتا ہے اور ہر چیز اور ہر فعل خیر ہو یا شر جو صادر ہوتا
اور جسپر وجود وقوع مین آتا ہے اوسیطرح ہی ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالی نے اپنے علم مین اوسکی
استعداد سابق کے موافق اوسکے واسطے مقرر کیا ہے لیکن بندون کو ایک اختیار اللہ تعالی
نے اصدار فعل کا دیا ہے گو اوس بندے کو اپنے اختیار مین کچھ اختیار نہین یعنی در حقیقت
بندہ اپنے اصدار فعل مین مجبور ہے اور مختار محض نہین ہے لاکن نسبت صدور کے اوسکی
طرف ہوتی ہے اور اون فعلون کے صدور اور وقوع سے سرور نفس اور فرح طبع اور
تحسین خلق اور مذمت اور الزام خلق حاصل ہوتا ہے اتنی ہی مقدار جزا اور سزا کی واسطے
کافی ہے ناچار بندہ کو برائی کی نسبت اپنی طرف کرنا چاہیئے اور جو نیکی اوس سے صادر
ہو جائے محض اللہ کے کرم سے جاننا چاہیئے اور یہی اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ اچھے
کامون سے جو موافق حکم شرع اور رضاے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہوتے
ہین راضی ہے اور برے کامون سے راضی نہین اور اللہ نے جس چیز کا حکم بندون کو فرمایا
بیشک بندون کی وسعت قدرت مین ہے ہر چند کہ خالق اونکی قدرت کا اللہ ہی ہی اور جو شخص
کسی علت ظاہری سے یا قتل قاتل سے مرتا ہے وہ اپنی اجل کے موافق اللہ تعالی کے بھیجی
ہوئی موت سے مرتا ہے موت کسی کی کسی مخلوق کے اختیار مین نہین فقط اجراے اسباب کا
قاتل سے واقع ہوتا ہے اوسی پر گناہ ہوتا ہے اگر اجل مقتول کی نہ پہونچے ہو ہرگز قتل قاتل
سے نہین مر سکتا اور ہر شخص جتنا رزق اوسکا جناب الہی سے مقدر ہے بیشک وہ پورا پاے ہو
ہرگز اس جہان سے جا نہین سکتا کوئی کسیکا رزق نہ کم کر سکتا ہے اور نہ بڑھا سکتا ہے مگر انبیا
اور اولیا کی بزرگی ظاہر کرنے کو اونکی توجہ اور دعاے خیر سے حق تعالی رزق بڑھا دیتا ہے
اور اونکی بد دعا سے گھٹا دیتا ہے اور بغیر اسکے بھی حق تعالی رزق گھٹاتا بڑھاتا ہے اور گمراہ کو
گمراہ کرنا اور راہ یاب کو ہدایت کرنا اوسی کی شان ہے یعنی گمراہ کو گمراہ کر دینا اور ہدایت یافتہ کو راہ پر لگا دینا

اللہ کا اختیار ہے اور اولیا کے تصرف و انبیا کے توجہ سے اللہ تعالی انکے فضل سے گمراہ کو بسبب کمال عنایت
اور یاوری انبیا اور اولیا کی راہ پر لگا دیتا ہے اور توفیق حصول ایمان اور اعمال حسنہ کی عنایت
فرماتا ہے اور بے ادبی خدمت انبیا اور صالحین کے کرنے سے اور اونکی ناخوشی سے اللہ تعالی
گمراہ کر دیتا ہے اور سعادت اور شقاوت مین خاتمہ کا اعتبار ہے جسکا آخر وقت سعادت مین صرف
ہوا اور اوسی پر خاتمہ ہو وہ سعید ہے اگرچہ قبل اوسکے کیسا ہی فاسق اور فاجر ہوا اور جسکا آخر وقت
اور خاتمہ بدی اور خباثت پر ہو وہ شقی ہے سب یہ فضل اور عدل اللہ کا ہے اپنے کمال فضل سے
کفر کے سوا کل گناہون کو امید ہے کہ بخشدے گا اور کفر کو ہرگز نہ بخشیگا کافر بعد ایمان لانے کے
کفر اور کل برائیون سے جو قبل ایمان کے وقوع مین آئین ہین پاک ہو جاتا ہے اور گناہ کبیرہ صغیرہ
جو ہو جب تک کہ اوس گناہ کو گناہ سمجھتا ہے یا اوسکے گناہ ہونیکا علم نہین رکھتا ہے وہ گنہگار
کافر نہین ہو سکتا ہے اور ایمان سے نہین نکلتا ہے لیکن حلال جاننا گناہ کبیرہ کا بعد علم کے کفر
ہے اور ایمان اور اسلام دونون کی ایک ہی حقیقت ہے فقط بات اسقدر ہے کہ لفظ ایمان کی
ازراہ لغت کے فقط تصدیق پر مشعر ہوتی ہے اور لفظ اسلام کے ازراہ لغت کے اعمال کی
آگاہی بھی دیتی ہے پس جو مومن ہے وہ مسلم ہے اور جو مسلم ہے وہ مومن ہے اور مسلمانون کو
امام حق یعنی بادشاہ اسلام کا قائم کرنا لازم ہے اور اتباع بادشاہ اسلام کی واجب ہے بشرطیکہ
وہ بادشاہ خلاف شرع حکم نکرے صحت امامت کے واسطے قریشی ہونا شرط ہے اور
امامت کا تین چیزون سے پایا جاتا ہے یا امام خود اپنے روبرو دوسرے کو امام مسلمانون کا کر دے یا بزور
شمشیر ملک حاصل کرے یا علماے باعمل اوس سے بیعت امامت کی کرین اور اوسکی امامت کو
قبول کرین اگر بادشاہ نے بھی بادشاہ نکیا ہو اور بزور شمشیر بھی اوسنے ملک نپایا ہو اور علماے باعمل
سے بھی بعض نے اوسکی امامت کو قبول کیا ہو اور بعض علماے باعمل نے اوسکی امامت سے اوسی
زمانے مین انکار کیا ہو تو اوسکی امامت صحیح نہوگی لیکن جب اتفاق کل علما کا پایا جاوے یا بعض کا
اتفاق ہو اور بعض نے سکوت کیا ہو تو امامت اوسکی صحیح ہو جاتی ہے اور بعد صحت امامت کے

بدون وجہ شرعی کے اوسکی اتباع سے انحراف کرنے مین بغاوت لازم آتی ہے اور یہی اعتقاد
رکھنا چاہیے کہ نماز مین متقی اور گنہگار کی اقتدا صحیح ہے نماز درست ہو جاتی ہے لیکن جو شخص علانیہ
گناہ کرے اوسکے اقتدا متقی کو مکروہ ہے اور نماز اوسکی بھی اقتدا مین صحیح ہو جائیگی اور ہر مسلمان
متقی اور گنہگار کے جنازے پر نماز پڑہنا درست ہے اور فرض کفایہ ہے اور یہی اعتقاد رکھنا چاہیے
کہ جبتک اپنے ہوش مین ہے کسی مرتبہ پر پہونچا ہو ہرگز اوس سے احکام شرع ساقط نہین
ہوتے پس نا چار اگر کوئی مسلمان اعتقاد صحیح اہل سنت پر قائم تاثیرات فیضان ولایت کی رکھتا ہو
اور ظاہر مین کوئی فعل اوس سے خلاف شرع اتفاقاً پایا جاوے تو اپنی فہم کی خطا جاننا چاہیے
اور اوسکو اوس فعل نامشروع سے بری سمجھنا چاہیے کیونکہ ولی دیانت دار ہوتا ہے خلاف شرع
ہرگز نہین ہوتا ہے پس فعل اوسکا کسی حکمت پر محمول کیا جائیگا اور فعل نامشروع اگرچہ بظاہر کسی ولی
سے بھی پایا جائے ہرگز درست نہین ہے اسواسطے کہ یہ انبیا ہی کی شان ہے کہ اونکے کرنیسے
ہر فعل مشروع ہو جاتا ہے اور کوئی ولی نبی کی مرتبہ کو ہرگز نہین پہونچ سکتا ہے اور نصوص
آیات قرآن کو بغیر تعارض قواعد شرع کے تاویل کرنا اور معنی اپنی طرف سے پہنانا ہرگز درست
نہین ہے جیسا کہ اللہ کی الوہیت اور واجب الوجود ہونا اور سب انتہائے اور ہر علامت حدوث
اور جسمیت سے پاک ہونا اور مراتب انبیا کا نقصان سے بری ہونا اور انحضرت صلی اللہ علیہ وعلی
آلہ وسلم کے فضل کا فہم اور بیان بشری کے احاطہ سے خالی ہونا قواعد شرع سے یقینی ہے اور
نصوص قاطعہ قرآن کے دوسرون کے ساتھہ انحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو برابر کرنی اور
برابر سمجھنے سے مانع ہے اون نصوص کو مجملات اور متشابہات قرآنی سے وہم کیجا مین اگر ٹہیرنا
اور تاویل کرنا زمرہ اہل سنت وجماعت سے نکالدیتا ہے اللہ محفوظ رکہے تفصیل اس اجمال کی یہ
ہے کہ نصوص قرآن کو یعنی اون آیات کو کہ جنکے معنی قواعد عربیہ سے حسب محاورہ وقت نزول
قرآن کے نفس عبارت سے عربی کے ماہر کو سمجھلینا بے تکلف سہل ہو تاویل کرنا اور معنی اپنی طرف سے
پہنانا کفر ہے اور آیات متشابہات یعنی جن آیتون کا اسطرح منکور ہے بے تکلف سمجھنا مشکل نہو اپنی

اپنی فہم کی تاویل سے حکم جاری کرنا بعضے مواضع مین کفر اور بعضے مواضع مین بدعت شنیعہ اور
فتنہ پردازی ہے جیسے اون آیتون سے کہ جنسے تلوث جسمیت کا حضرت الوہیت کے نسبت پایا جا
وے از قسم متشابہات ہین کہ تفسیر بحر مواج سے صراحۃً اور دوسری تفسیرون سے کنایۃً سمجھا جاتا ہے
یا بعض آیتون سے کہ کسی نہج پر نقص شان حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بو پائی
جاوے اوسکے معنی اپنی فہم قاصر سے سمجھکر نقص پر حکم لگانا کفر ہے اسواسطے کہ وہ آیات بھی
قبیل متشابہات سے ہین جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت مین
یہ عبارت لکھی ہے وصل در ازالہ شبہات از معنی بعضی آیات مبہمات موہمات قرآنی کہ در باوی النظر
رفیع و نادانی مشعر نقص و انحطاط و رجحان حبیب ربانی اند صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم
و در حقیقت از قبیل متشابہات اند و علما آنرا معانی لائقہ و تاویلات ائقہ کردہ راجح و ایل بحق
ساختہ اند پس معلوم ہوا کہ جن آیات سے کچھ بوے نقص تنزیہ حق یا کمی شان آنحضرت صلی اللہ
علیہ و علی آلہ وسلم کی پائی جاے اون آیتون کے دہوکے ہین اگر ایسی آیتون کو کہ جنسے عظمت شان
آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی با کمال تنزیہ حضرت حق کی صریحاً مفہوم ہوتی ہے تاویل کرنا
اور آیات نقص عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم یا آیات نقص تنزیہ حضرت حق کے ظاہر
معنی لفظی لیکر سند پکڑنا صریح منکر آیات قرآن کا ہونا ہے اسواسطے اللہ تعالی نے
فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِهٖ ارشاد
فرمایا ہے معنی اس آیت شریف کے یہ ہین کہ جو لوگ ایسے ہین کہ اونکے دلون مین فریب اور
خرابی ہے پیروی کرتے ہین اون آیتون کی جو متشابہ ہین واسطے حاصل کرنے اور ڈہونڈہنے
فتنہ کے اور واسطے ڈہونڈہنے تاویل کی اوس سے معلوم ہوا کہ آیات متشابہات کی ظاہر
معنی لیکر دوسرے نصوص قرآنی کو تاویل کرنا اوس شخص کا کام ہے کہ جسکے دل کو اللہ خراب
کرتا ہے اور ایمان والے کی قلب کی اللہ تعالی نے قرآن مین تعریف کی ہے پس جسکے قلب کو
اللہ نے خراب کیا وہ ایمان والون سے باہر ہے اور آیات متشابہات کی واسطے اللہ تعالی نے

تاویل ہی کو ثابت کیا ہے یعنی کو اعتبار نہیں کیا ہے اسواسطے کہ اس آیہ شریف مذکور کے بعد
فرمایا ہے وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ یعنی حال یہ ہے کہ نہیں جانتا ہے تاویل اوس
متشابہات کے کوئی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بعضے قاریوں کے قرأت میں ہے جنہون نے
وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ کو معطوف اللہ پر کیا ہے اور وقف إِلَّا اللهُ پر نہیں کیا ہے معلوم
ہوتا ہے کہ بڑے علم والے تاویل ظنی متشابہات کی اپنے حسب فہم کی کچھ سمجھتے ہیں پس ناچار
متشابہات کو تاویل کرنا مطابق نصوص قرانی کی جو کمال تنزیہ حق اور عظمت شان نبوی پر دلالت
کرتے ہیں ضرور ہے تاکہ عوام الناس اس متشابہات کے ظاہری معنون کے وہم کے سبب جو
ترجموں میں پائے جاتی ہیں کفر میں نہ پڑ جائیں اور تحقیق اوسکی بدلایل انشاء اللہ تعالیٰ اوسکی مقام
پر کیجائی گی چونکہ اس زمانہ میں ہر شخص کو محاورہ قدیم جاننا اور تقسیم اقسام وجوہ قرآن کا جاننا
مشکل ہے اور بہت بڑا علم ان امور کے جاننے کے واسطے ضرور ہے پس ڈرنا چاہیے اور عقائد
موافق عقائد علماء سابق کے رکھنا چاہیے جو اس کتاب میں مذکور ہیں اور نہیں عقائد کو ثابت
اور حق سمجھنا چاہیے اپنے تھوڑے علم کے ذریعے سے خود قرآن اور حدیث سے عقائد اور احکام
نکالنے پر مستعد ہونا چاہیے بلکہ تقلید ایک امام کی مخصوص ان چاروں اماموں سے واجب ہے
اور اپنی رائے سے احکام اور مسائل اور عقائد بدون اتباع طریقہ قدیم اہل سنت وجماعت کے
نکالنا حرام ہے بلکہ دین میں فساد ڈالنا ہے اور حلال جاننا گناہوں کا کفر ہے اور ایسے حرام
کی حلال ہو جانے کی تمنا کرنا کفر ہے جو سب نبیوں کے زمانے میں حرام رہا اور اوسکا حرام ہونا دلیل
قطعی شرعی سے ثابت ہے اور شریعت کی حقارت کرنے سے اور شریعت میں مسخراپن کرنے سے
کافر ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا یا اوسکے غضب سے بے ڈر ہونا کفر ہے
اوسکی رحمت کی امید اور اوسکے غضب کا خوف رکھنا فرض ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ خود اپنی رحمت کو
سب چیزوں پر غالب فرماتا ہے اسطور پر سمجھنا چاہیے کہ اگر اللہ ایک گناہگار کو بھی بخشیگا تو
غالب ہے کہ وہ مغفور میں سے ہوں اور اگر ایک گنہگار کو بھی عذاب کرے تو ایسا نہو کہ وہ معذب

مین ہی ہون اسیمہ غالب رکہنا چاہیے اور بیلے ویڈ ہونا چاہیے اور نجومون اور کاہنون کے
خبر آیندہ کی تصدیق کرنا کفر ہے اور یہی اعتقاد رکہنا چاہیے کہ کوئی بندہ عباوات بدنیہ کی
فرض دوسرے کی طرف سے ہرگز نہین ادا کرسکتا ہے جیسے نماز روزہ اور عبادات مالیہ
کی فرض مثل زکوٰة اور صدقہ فطر اور قربانی وغیرہ البتہ دوسرے کی طرف سے ادا کرسکتا ہے
اوسکی اجازت سے اور عبادت مشترک بدنی و مالی کے بغیر اسکے کہ آدمی اوسکی ادا کرنے سے
عاجز ہو اوسکے طرف سے ادا نہین کرسکتا اور عاجز ہونے کے بعد البتہ ادا کرسکتا ہے جیسے
حج کہ جسپر فرض ہوچکا ہو جب تک کہ وہ شخص خود ادا کرنے حج سے عاجز نہو دوسرے کو اپنی
طرف سے بہیجکر اپنا حج ادا نہین کرا سکتا ہے اور اگر حج فرض ہوجانے کے بعد ادا سے عاجز ہوگیا
تو دوسرے کو بہیجکر اپنی طرف سے حج فرض ادا کرا سکتا ہے لیکن نماز ہو یا روزہ یا حج ہو یا زکوٰة
یا خیرات ہو یا وظایف اوراذکار بدنی عبادت ہو خواہ مالی خواہ مشترک اگر خود کی ہی تو جتنے
کی ہے بیشک وہ ان سبکا ثواب دوسرے مسلمان کو بخشدے سکتا ہے اور اوسکے بخشنے سے
بیشک اوس مسلمان کو پہونچتا ہے ہان کافرون کو ثواب بخشنا اور اونکی مغفرت مانگنا ہرگز
درست نہین ہے اور کافرون کو بخشنے سے البتہ نہ پہونچے گا اور یہ کافرون کو ثواب بخشنے والا
بیشک گنہگار ہوگا اور سمجنا چاہیے کہ عبادت کا ثواب بخشنے سے اس عبادت کرنے والے کے
ہاتہ سے نہین جاتا ہے بلکہ عبادت کرنیکا ثواب اور سخاوت کا ثواب ہوتا ہے اور جسکو بخشتا ہے اوسکو
پورا ثواب اس عبادت کا ملتا ہے اور اگر اس بخشنے والے نے عبادت کے اور کچہ نقصان اس
عبادت مین ایسا ہوا کہ اوس سے وہ عبادت مقبول نہوئے اور اوسکو اوس عبادت کا نقصان
معلوم ہوا اور یہی عبادت کا ثواب اسنے دوسرے مسلمان کو بخشا تو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے
اس بخشنے والے کو ثواب سخاوت کا دیگا اور جسکو بخشا ہے اوسکو پورا ثواب عبادت کا دیگا
اور اعتقاد رکہنا چاہیے کہ بیشک اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے اور حاجت بر لاتا ہے دعا قبول
ہونے کی تین صورتین ہین یا جلدی وہ مطلب ظہور مین آتا ہے یا اگر ظاہر نہوا اوس مطلب کا

اس دعاکرنے والے کے حق مین جلدی مصلحت نہین ہے تو وہ مطلب ویہان مین برآتا ہے اور اگر
اس جہان مین اس بندہ کے حق مین اوس دعا کے اثر کا ظہور کسی طرح مصلحت نہین ہے
تو دعا کرنے اور مطلب نپانیکا ثواب اس دعا کرنے والے کو آخرت مین ملیگا اور یہی اعتقاد
رکھنا چاہیے کہ مجتہد وہ شخص ہے جو قواعد اصول اور صرف اور نحو اور بلاغت اور زمانہ نزول کے
محاورات جاننے کے ساتھہ قرآن کا عالم ہے اور ناسخ اور منسوخ خوب جانتا ہے اور حدیثین
اپنی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تک راوی براوی عن عن کرکے پہونچا سکتا ہے
اور راوی کا اپنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تک جاننے واسطے ہون احوال پیدائش
کے زمانہ سے وفات کے زمانے تک کے تقوے اور علم کا خوب جانتا ہو اور احوال تواریخ
اہل اسلام کا تحقیق سے جانتا ہو اور قیاس شرعی خوب سمجھتا ہو اور خود ابتداے زمانہ مکلفیت
سے متقی اور پرہیزگار ہو مجتہد مسئلہ اصول اربعہ یعنی قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس شرعی
سے نکالنے مین کبھو خطا کرتا ہے اور کبھو صواب کو پہونچتا ہے لیکن مجتہد اجتہاد کرنے مین اگر
خطا کرے تو اجتہاد کا ایک اجر پاویگا اور اگر صواب کو پہونچا تو دو اجر پاویگا ایک اجتہاد کا اور
دوسرے صواب کو پہونچنے کا اور مجتہد مصیب کے واسطے دس گونہ ثواب کے بھی روایتین
ہین جب تعریف مجتہد کی معلوم ہو چکی تو ثابت ہوا کہ سن چارسو ہجری کے بعد سے مجتہد
ہونا نہین ہو سکتا ہے ناچار ایک امام کی تقلید لازم ہے اور اعتقاد رکھنا چاہیے کہ ایمان
عبارت ہے اللہ تعالی کی الوہیت اور رسول کی رسالت اور آخرت کی تصدیق اور اوس بات
کی تصدیق جو نبی نے فرمائی اور اللہ تعالی کی طرف سے بیان کی اور اقرار تصدیق کا شرط ہے پس
اگر کسی شخص نے دلمین ان سب چیزون کو مان لیا تصدیق پائی گئی اور زبان سے انکار کیا
تو اقرار نپایا گیا تو وہ شخص مومن نہوگا اسواسطے کہ ایمان کی شرط جو اقرار ہے فوت ہوئی
اور اگر زبان سے اقرار کیا تو شرط پائیگی اور دل سے نہ تصدیق کی معاذ اللہ تو اصل ایمان
نپایا گیا تو وہ شخص مومن نہوگا لیکن تصدیق امر باطنی ہے اور اقرار ظاہر مین پایا جاتا ہے تو اسمین

اس جہان مین اوسکے ایمان کا حکم کیا جائیگا اور وہ مومن کہلائیگا گر عند اللہ مومن نہوگا اسی جہ
سے ہر کلمہ گو کو مرگ کے بعد قطعی حکم جنتی ہونے کا نہین دے سکتے ہین اور نہ دوزخی کہہ سکتے ہین
جبتک دلائل شرعی سے اوسکا دوزخی ہونا یا جنتی ہونا ثابت نہو دوزخی ہونیکا ثبوت قواعد شرعی سے
اسکے بغیر اور کچھ نہین ہوسکتا کہ اوس سے امور کفر کے پائی جائین اور اون امور سے مرتے وقت
تک توبہ نپائی گئی ہو اور علم نفی کا دوسرے کو ہونا مشکل ہے پس جسکا جہنمی ہونا بہ تعین شخص
قواعد شرعی سے پایا گیا یا اوسکا کفر پر مرنا مرتے وقت پایا گیا ہو تو جہنمی کہہ سکتے ہین ورنہ
کسی کو بعد مرگ کے جہنمی کہنا درست نہین اور اگر کسی کلمہ گو کی ولایت اور تقوی اور طہارت باجماع
اوسوقت کے لوگون کے اور اوسکے مابعد کے ثابت ہو تو بیشک جنتی جاننا چاہیے اور اوسکے
جنتی ہونے مین شک کرنا ایمان سے نکالدیگا اور یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ کوئی کلمہ گو کسی
گناہ کے سبب سے جبتک آثار کفر نپائی جائین ہرگز کافر نکہا جائیگا یعنی کلمہ کہنے والے کو بدون
آثار کفر کے کافر سمجھنا یا کہنا ہرگز درست نہین بلکہ مومن کا کافر کہنا کفر ہے آثار کفریہ ہین کہ زبان سے
معاذ اللہ اللہ تعالی کی صفت کی کمی بیان کرے یا اللہ تعالی پر بیدہڑک بے اضطراب کے
طنز کر بیٹھے یا وضع لباس وغیرہ مین سے ایسی وضع جو کفار کی علامات دین کی ہو اختیار کرے جیسے
زنار پہننا یا ایسے کام جس سے معظمات دین کی تحقیر پائی جاسے جیسے قرآن شریف کو معاذ اللہ مقام
نجاست مین ڈالدینا یا انبیا یا صحابہ یا علم کی توہین کرنا یا نماز یا روزہ یا حج یا زکواۃ کی فرضیت کا
انکار کرنا یا جس چیز کی فرضیت معلوم ہوچکی ہے اوسکا انکار کرنا اور سمجھنا چاہیے کہ کلمہ کہنے والا اور
اللہ تعالی کو ایک جاننے والا اور رسول کو برحق جاننے والا اور آخرت کو حق جاننے والا مسلمان ہے
اور ان امور اعتقادی کو فقط نجاننے سے کافر نہین ہوتا ہے لیکن سننے کے بعد اگر ان سب
تفصیلون مین سے کسی ایک کا بھی انکار کریگا تو البتہ کافر ہوگا اور اپنی نجات کا وسیلہ رحمت الہی
اور اعمال نیک اور بزرگان دین کو سمجھنا برحق ہے اور صحیح ہے اور استعانت مستقلہ یعنی بمالکیت
اور خالقیت سے خدا کے سوا اور کسیکو مددگار جاننا کفر ہے اور استعانت رحمیہ یعنی خدا کی عنایت سے

انبیا اولیا صالحین سے مدد پہونچنا اور مانگنا درست ہی اور احادیث صحیحہ سے اور اقتضای نص
قرآن سے ثابت ہے اسکا منکر زمرہ اہل سنت سے خارج ہی اور جو امور کہ زمانہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین اور زمانہ خلفا مین نہ پائے گئے ہون اور اصول اربعہ یعنی قرآن
حدیث اجماع قیاس شرعیہ سے مستنبط نہون بدعت ہین بدعت کی تین قسمین ہین اول بدعت حسنہ
وہ یہ ہے کہ کوئی حسن شرعی اوسمین پایا جاے اور وہ خود نہ اصول اربعہ سے مستنبط ہوا ور
نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانہ مین اور نہ خلفا کے زمانہ مین پایا جائے وہ کسی
مقام پر واجب ہوتی ہے جیسے اسطرح کے امور کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
کے بعد اور اوضاع مختلف ہونے کے سبب سے اون امور کے بغیر اداے فرض یا اداے
واجب مشکل ہو جیسے علم صرف اور نحو وغیرہ پڑہنا کہ تحصیل علم قرآن کے کہ وہ فرض کفایہ
اور واجب ہے بدون علم صرف اور نحو او ربلاغت اور اصول کی مشکل ہے پس ان علوم کی
تحصیل واجب ہی اور کسی مقام پر وہ بدعت حسنہ اجر عظیم کا سبب اور اقسام عبادت سے
ہوتا ہے جیسے وہ امور کہ اداے فرض یا واجب کا اون سے اچھے طور سے ہو سکتا ہے
گو کہ اون پر موقوف نہو جیسے توپ اور بندوق وغیرہ رکہنا جہاد کی نیت سے اور قواعد جنگ
اہل فوج کو سیکہنا سکہانا اور نگاہداشت کرنا فوج اسلامیہ کا اور مجالس میلاد شریف کی
کرنا اور ایسے ہی امور انتظام مملکت کے جو مخالف صریح نص کے نہون دوسری قسم بدعت مباح
جسمین نہ حسن شرعی اور نہ قبح شرعی پایا جاے جیسے انگرکھے کا پہننا تیسرے قسم بدعت سیہ
جسمین قبح شرعی ہو وہ یا مکروہ ہے یا حرام ہے یا کفر ہی بدعت سیہ مکروہ وہ ہے کہ جسمین مکروہات
شرعی کی مشابہت یا علت پائی جائے جیسے بوٹ پہننا بدعت سیہ حرام وہ ہے کہ جسمین
علت حرمت شرعی سے پائی جائے جیسے چھٹے کا ڈالنا بیع مین قمار کے مشابہت آگئی علت
حرمت پائی جاتی ہے بدعت سیہ کفر وہ ہے کہ جسمین کسر شان الوہیت پائی جائی جیسے بندیکو
خالق اپنے افعال کا سمجھنا یا سمجھے اوس منصب نبوت کا پایا جائے جیسے کسی نبی کے طرف بدنظری

یا طمع کی با کبر شان کی نسبت کرنا یا جس سے آخرت کا انکار مفہوم ہو بدعت سیئہ اور بدعت مباح
کے کل اقسام اجراے عقائد اور اصناف ایمان سے ٹھہرانا اور داخل عقائد کرنا ابتداع ہے
ابتداع کے معنی لغت مین یہ ہین کہ نئی چیز کو اپنے اوپر لازم کرنا اور شرع مین اون چیزونکو
جنکا ثبوت اجماع اور نصوص شرعی اور احادیث منصوصہ سے نہو یعنی زمانہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم اور اصحابہ مین اون چیزون کا اعتقاد بہ تحقیق ثابت نہو عقائد مین داخل
کرنا تو اب جو شخص ایسی چیزون کو داخل عقائد کرے اور جزو ایمان سے ٹھہراے متبدع
ہے پس اگر اوسکا عقیدہ الوہیت مین دوسرے کو شریک کر دینا ہے یعنے واجب الوجود
ہونے مین اور مستحق عبادت ہونے مین اللہ تعالی کی دوسرے کو شرکت دیتا ہے یا طرف
حقارت رسول کی کہینچتا ہے یا صراحتًا امور آخرت سے انکار ہوتی ہے ایسا عقیدہ رکہنے والا
متبدع کافر ہے الوہیت مین شرکت کرنے والا مشرک کہلائیگا اور باقی امور کا معتقد کافر کہلاتا ہے
اور دوسرے مفصل عقائد مین اگر شرکت صفات الٰہی مین پائی جاوی جیسے بندہ کو خالق افعال
کا سمجہنا اگر کسی تاویل کے طور پر ہو تو لزوم کفر کہلائیگا اگر ایسے امر کا معتقد اللہ کی الوہیت اور
رسول کی رسالت اور مطلق صحابہ کی عظمت مانتا ہے اور بیت المقدس اور کعبہ کے قبلہ ہونیکا
اور نماز مین بیت المقدس کیطرف رخ کرنے کو پہلے ثابت اور آپ منسوخ جانتا ہے وہ اہل قبلہ
کہلائیگا ایسا شخص اگر کفر لزومی کو اپنے عقیدے مین رکہے گا تو اوسکو کافر نکہینگے
اور اوسکے عقیدے کو کفر سمجہینگے اوسکی اقتدا نماز مین ہرگز درست نہین اور اگر ایسے عقائد کو
بلا تاویل اعتقاد کرے گا تو کافر مطلق ہو جائیگا اور جو متبدع شان الوہیت اور شان نبوت
مین کمی تو نہین کرتا لیکن اور دوسرے عقائد مین اہل سنت و جماعت کے خلاف اعتقاد رکہتا
ہے اوسکو کافر نہین کہہ سکتے اور اوسکے اوس عقیدے کو کفر نہ سمجہینگے لیکن برا جانینگے اوسکی
اقتدا نماز مین مکروہ ہے اور وہ شخص بدتر فاسق ہے کل مبتدعین کی صحبت سے احتراز
لازم ہے حاصل یہ ہے کہ بدعت مباحہ کو اگر جزو ایمان اور علامات ایمان سے بنجانے اور گر

تو گنہگار نہین اور کچھ قباحت نہین اور بدعت سیئہ غیر کفر کو جزو ایمان نہ سمجھے اور علامات ایمان سے
نہ ٹھہراے اور کرے تو فاسق گنہگار ہوگا اگر بدعت سیئہ اقسام کفر لزومی سے ہے جیسے آخرت
مین دیدار کے انکار یا قرآن یا اور کلام الٰہی کے مخلوق ہونے کا دعوی یا بالاستقلال صفات
الٰہی مین کسی مخلوق کو شرکت دینا یعنی کسی مخلوق کو بے الله کے بتاے ہوے صاحب علم بے انتہا
کا جاننا یا بے فضل الٰہی کسی مخلوق کو مختار کامل بالذات سمجھنا یا کوئی کمی یا نقصان نسبت
حضرت رسالت صلی الله علیہ وعلی آلہ وسلم کے کرنا یا صحابہ اور اولیا کے حق مین امور بے ادبی کا
اعتقاد کرنا یا ایسے شخص کیطرف جسکو کچھ مسلمان عالم ولی جانتے ہون الحاد کی نسبت کرنا مبتدع
ہوتا ہے انبیا اور صحابہ اور اولیاء ثابت الولایت بالاجماع کی نسبت ایسا امور بد کا اعتقاد
رکھنے والا بدعت لزوم کفر کے ساتھ مبتدع ہوتا ہے اوسکی اقتدا نماز مین روا نہین اور اگر یہ
اعتقاد نہو فقط زبان پر کلمہ بے ادبی لاوے تو مبتدع فاسق ہوتا ہے یا ایسے اولیا کی نسبت
جنکی ولایت بالاجماع ثابت نہو بعض ولی جانتے ہون اور بعض ثقہ لوگون نے اوسکی ولایت
سے انکار کی ہو الحاد یا نقص کا قائل ہونے والا مبتدع فاسق ہے لیکن ویسے ولی کی ولایت
سے انکار بدون نسبت الحاد وغیرہ کے نہ کفر ہے اور نہ فسق اور باقی امور بدعت سیئہ حرام ہین
جیسے شادی مین کنگنا باندھنا یا اوس رنگ کے کپڑے پہننا جو مرد کو حرام ہے یا محرمات لہو ولعب
کو شادی مین کرنا اور ایسے امور کو اعتقاد اور فرضیات مین داخل کرنا اور ترک کو نحوست اور غضب
الٰہی کا سبب جاننا البتہ مبتدع کر دیتا ہے اور اگر یہ اعتقاد نہین ہے اور بد سمجھ فقط ہواے
نفس اور تلذذ کے واسطے یہ امور کرے گا تو گناہگار ہوگا اوس سے مبتدع نہین ہوتا ہے اور
زمرہ سنت وجماعت سے خارج نہین ہوتا ہے اور اعتقاد رکھنا چاہیے کہ باوضو جب موزہ پہنے
پھر جب وضو کرے موزہ اوتارنا ضرور نہین بلکہ پاؤن دھونے کے بدلے موزون پر مسح کرنا درست
ہے مقیم کو ایک شبانہ روز موزہ پہنے پر پہلی مرتبہ کے وضو ٹوٹنے سے اور مسافر کو تین شبانہ
روز بعد مدت تمام ہونے کے بعد اگر وضو باقی ہے تو فقط موزہ اوتار کر پاون دہو ڈالے وضو

کامل ہو جاویگا پہر موزہ پہنکر اسی طور پر مدت کا اعتبار ہوگا اور سمجہنا چاہیے کہ توحید کے حقایق
جو اگلے صوفیہ کرام نے اور اولیائے عظام نے بیان فرمائے سب حق ہین لیکن جبتک اپنے
فہم مین نہ آوے اون حقایق کو مجملاً حق جاننا چاہیے اور اپنے فہم کو اونمین دخل دیکر گفتگو کسی
طرح کی نہ کرنا چاہیے نہ انکار کرنا نہ اعلان کرنا یہ بحث اور گفتگو بے سمجہے ہوے انکار کی ہو
یا اعلان کی کسی طرح درست نہین بلکہ اسمین زوال ایمان کا خطرہ ہے اور اللہ تعالی سے تمنا
اوسکی تعلیم اور حصول فہم کی لازم ہے اور حصول فہم کے واسطے خدمت اون حقایق کے جاننے والے کے
تقلید محض اور اتباع کامل بدون دخل اپنی راے اور خود بینی کے لازم ہے اور بیعت جو شیوخ
طریقت مین جاری ہے بیشک آخرت مین نافع اور مفید ہوگی اللہ تعالی ہر مسلمان کو شیوخ طریقت
صحیح الاجازت کی بیعت سے فایز کرے اور نکث بیعت یعنی شیوخ کی مخالفت اور اونکی ساتہ بے ادبی
کرنے سے محفوظ رکہے اور سمجہنا چاہیے کہ شیخ مین یعنی پیر مین چار باتین ضرور ہونا چاہیے
وہ یہ ہین کہ عقائد اہل سنت جماعت سے واقف ہو اور اونہین عقائد کا معتقد مضبوط ہو اور دوسرے
غلبہ محبت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا اور تیسرے اپنے پیر سے اجازت بیعت
لینے کی پانا چوتہے بے طمع ہونا زر اور نام آوری اور خود نمائی اور رجوع خلائق سے پس جو
شخص ان عقائد مذکورہ اہل سنت وجماعت سے کسی عقیدہ مین سست یا کسی عقیدہ سے منکر
ہو اوسکی بیعت ہرگز درست نہین اور اگر ناواقفی مین کسی نے اوس سے بیعت کی ہو اور بعد
اوسکے اوس سے تعلیم خلاف عقائد اہل سنت وجماعت کے ظاہر ہوئے تو وہ بیعت باطل
ہو جاتی ہے دوسرے صحیح الاعتقاد اور جامع الشروط سے بیعت کرنا لازم ہو جاتا ہے اور
جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی محبت مین کمی رکہتا ہو اور سست ہو اوس سے بہی
بیعت کرنا درست نہین اور باطل ہے وہان بہی وہی حکم ہے اور غلبہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی
علامت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذکر کا شایق ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تعظیم
اوسکی ظاہر و باطن مین راسخ ہو اور سستی محبت کی علامت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان مین کم رتبہ

کلمات ہاکہنے مین باک نرکہتا ہو اور الفاظ سوء ادب اور کمی شان آنحضرت صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا سننا اوسے ناگوار نہو والعیاذ باللہ اور جو شخص صحابہ یا اولیاء اللہ یا علماء باعمل کے ساتھہ بے ادبی کرنے مین باک نرکہتا ہو سمجہنا چاہیے کہ اوس سے بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھہ محبت کم ہے اور جو شخص اپنے پیر سے بیعت لینے کے اجازت نرکہتا ہو اوس سے بیعت کرنا بہی ناروا ہے اور اگر کسی نے اوسی شخص سے بیعت کی تو اوسی بہی دوسرے شیخ کامل لا اجازت سے بیعت کرنا چاہیے اور جو شخص پہلے تینون شرطین رکہتا ہو اور بے طمع نہو اوسکی بہی بیعت درست نہین لیکن اگر ناواقفیت مین کسی نے اوسکے ہاتہہ پر بیعت کے بعد اوسکے معلوم ہوا تو وہ بیعت باطل نہین ہوتی لیکن ایسے مرید کو طمع شیخ کے وہم سے استغفار کرنا اور شیخ کے حق مین مقبولیت اور طمع سے محفوظ رہنے کی دعا لازم ہو جاتی ہے اور طمع کی علامت یہ ہے کہ کچہ دینے والے اور تعریف کرنیوالے کو نہ دینے والے پر اور تعریف نکرنے والے پر ملاقات مین اور اخلاص مین اور محبت مین مقدم رکہے اور اوسکے صفات حسنہ و سیئہ سے قطع نظر کرے اور خوشامد کرنے والے سے ہر چند کہ وہ عقائد اہل سنت کے خلاف ہو خوش ہو کر محبت رکہے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۞

تمت

بعد حمد خالق کون و مکان آفرینندہ انس و جان و نعت سرور انبیا حبیب خدا باعث ایجاد عالم صلعم و منقبت آل اطہار و اصحاب اخیار جنکی ذریعے سے سبیل منزل طریقت و حقیقت سالکان اسلام نے پائی بوسیلہ معراج ہدایت بارگاہ قدس تک رسائی ہاتہہ آئی رضی اللہ عنہم اجمعین رہروان دین اسلام و عقیدتمندان ملت محمدی فخری الکرام کو مژدہ پہونچے کہ فی الحال رسالہ نادرہ و عجالہ نافعہ موسوم بہ انوار غیبیہ تصنیف عمدۃ العلماء زبدۃ الفضلا مسند آرائے شریعت سجادہ نشین طریقت واقف اسرار الٰہی آگاہ مدارج سلوک نامتناہی مقبول بارگاہ ہادی فی سبیل اللہ مولانا و مرشدنا حضرت شاہ محمد عبد الرزاق دام فیضہ و برکتہ نفرمایش مع صفات حمیدہ مجمع خصائل پسندیدہ حافظ شیخ عزیز حسین صاحب کاکوروی مطبع کارنامہ لکہنؤ باہتمام احقر العباد امیدوار رحمت باری محمد یعقوب انصاری حلیہ طبع در برگرفتہ مطبوع طبائع خواص و عوام گردید ۵

اشتہار بخدمت اہالیان مطابع گذارش ہے کہ اس رسالہ کو بدون اجازت راقم طبع نکرین حق تصنیف کا لحاظ رکہین ۵

العبد محمد عبد الوہاب ابن مولانا محمد عبد الرزاق

صحتنامہ اغلاط انوار غیبیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۴	جسمین	جنین
″	۱۸	بڑی	تیز
۵	۴	اوراوسکا	اوسکا
″	۶	بیٹھے	پیٹھے
″	۲۰	بہوتخچی	بہنچ
۶	۳	کتبہ	کنھہ
″	۶	ملائکہ حواس	ملائکہ کی حواس
″	۸	سماعت	سماع
۷	۱۲	وہ	زیادہ
۸	۸	توہین	توہین
۹	۷	بندیکو	اوس بندیکو
″	۲۱	ایک کتاب	ایک ایک کتاب
۱۰	۴	مین تحریف	مین اور تحریف
″	۱۳و۱۴و	کلام منزلہ	کلام منزل
″	۱۰	وآلہ	وعلی آلہ
″	۲۱	بعثت	بعثت
۱۱	۷	آپ	اب
″	۹	وآلہ	وعلی آلہ
″	۱۵	وآلہ	وعلی الہ
۱۲	۳	وہی پوشیدہ گئی بموجب انتقالے آنکی	وہی پوشیدہ گئے بموجب بقائے الٰہی
۱۲	۱۷ ۱۹	وآلہ	وعلی آلہ
″	۲۰	اصحاب تو	اصحاب کو
۱۳	۱۱	جیتی	جنتی
۱۴	۱۳	تفضیل کلی بقید	تفضیل کلی نفی بے قید
″	۱۹	دعوت	دعوی
″	۲۰	اورگو	اوراگر
″	″	دعوت	دعوی
۱۵	۲	وآلہ	وعلی آلہ
۱۶	۱۰	وآلہ	وعلی آلہ
۱۸	۳	اسواسطی نزول	اسواسطی کہ نزول
″	۵	علوی کا	علوی کے
″	۶	خوب اعلی	قرب اعلی
۲۱	۱۳	وآلہ	وعلی آلہ
″	۱۸	[illegible]	[illegible]
۲۲	۳	شاہدہ	مشاہدہ
۲۲	۱۵	تربستہہ	تربستہہ
″	۲۰	سابق اور	سابق
″	۲۱	اونکی اولیا	اونکی زمانہ کی اولیا
″	″	بیعت	تبیعت
۲۳	۱	تتریہ	تنزیہ
″	۲	اجماسے	ایمان سے
″	۵	کلی انحضرت	کلی اور انحضرت
″	۹	تلوث	ملوث
″	۱۰	یین	مین
″	۱۳	وآلہ	وعلی آلہ
″	۱۶	نبنبت	نسبت
۲۴	۶	فلانیہ	فلانہ
۲۵	۲	تکہ باتین	تک کہ باتین
۲۶	۹	اونکمو	اونکو
۲۸	۱۷	یین	مین
۳۲	۱	وقات	وفات
″	۵	منسدم	منہدم
″	۱۲	حلق	خلق
″	۱۵	متغرب	مغرب
″	″	کابند	کا بند

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
//	١٦	صالحون گے	صالحون کے
//	//	ساہل	ساحل
//	١٨	والعباذ باللہ	والعیاذ باللہ
//	٢١	اہال دراز	ایال دار
٣١	١٥	دیوار پل صراط کے	پل صراط کی دیوار
//	١٧	ہوجاینکی	ہوجائینگی
٣٢	١	کی مسند	کیواسطے مسند
٣٣	٣	غرض	غرض ہے
//	٥	حلالیہ	جلالیہ
//	٧	پہونچاسی	پہونچائی
//	١٠	احکار	انکار
٣٥	١	وآلہ	وعلی آلہ
//	١٢	واونکی	وہ اونکی
//	١٤	محمد الرسول اللہ	محمد رسول اللہ
//	١٩	باقیون گا	باقیونکا
٣٦	٣	یین	ہین
//	١٣	گوارہ	گوارا
//	٢٠	لحاظ	لحاظ سے
٣٨	٢	ہوف	خوف
//	٢٠	چلئی	جلنی
٣٩	٢٠	محمد الرسول اللہ	محمد رسول اللہ
٤٠	٦	امت پنیام	امت کا پیغام
//	١٦	تامنان	یا منان
٤١	١٥	التی چشم	الّتی بحیچ چشم جسم
٤٢	١٩	بزرگی ظاہر	بزرگی اور عظمت ظاہر
٤٣	٦	سب بہہ	یہہ سب
٤٤	١١	شرع	مشروع
//	٢١	بر	پر
//	//	مشکل نہو	مشکل ہو
٤٥	٤	محمد الرسول اللہ	محمد رسول اللہ
//	٩	مشابہات	متشابہات
//	//	ایل	آئل
//	١٠	تنتریہ	تنزیہ
//	١٢	تنتریہ	تنزیہ
//	١٤	اسواسطے	اسواسطے کہ
٤٦	٢	تاویکلہ	تاویلہ
٤٨	٥	جانسی	جانئے
//	٢١	لیکن تصدیق	لیکن جو نکہ تصدیق
٤٩	٢	قطعی حکم جنتی نہونیکا	قطعی جنتی نہونیکا حکم
٥٠	٤	قیاس شرعیہ	قیاس شرعی
//	//	یین	ہین
//	١٧	تنخ	تبح
٥١	١٤	آپ	اب
٥٢	١٣	مین	ہین
//	١٩	موضون	موزون
٥٣	١	موزۃ	موزہ
//	١٠	سر	پئیسر
٥٤	٢	والعیاذ باللہ	والعیاذ باللہ

تمت